

يا باغي الخير اقبل
Come On For Charity

دين حق

تأليف

فضيلة الشيخ عبدالرحمن بن حماد آل عمر

ترجمه : سعيد أحمد قمر الزمان

الدين الحق

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في حي الروضة بالرياض
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
هاتف ٤٩١٨٠٥١ فاكس ٤٩٧٠٥٦١ - ص.ب ٨٧٢٩٩ الرياض ١١٦٤٢

الأردنية

١١٧

دين حق

تأليف

فضيلة الشيخ عبد الرحمن بن حماد آل عمر

ترجمه

سعيد أحمد قمر الزمان
مركز الدعوة والارشاد بدولة البحرين

**FOR MORE INFORMATION ABOUT ISLAM
PLEASE CALL OR WRITE**

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد
في حي الروضة
Rawdhah
Tel. & Fax 4918051
P.O. Box 87299 Riyadh 11642

مكتب الطائف

Taif
Tel. : 7334454 Fax: 7454023
P.O. Box 703 Taif

مكتب هائل

Hail
Tel. : 5334748 Fax: 5432211

مكتب الباحة

Baha
Tel. : 7251851 Fax: 7270279
P.O. Box: 2843

مكتب الدمام

Dammam
Tel. : 8274800 Fax: 8274800
P.O. Box: Dammam 31131

مكتب القصيم

Gassim / Buraydah
Tel. : 3248980 Fax: 3245414
P.O. Box: 142

الندوة العالمية للشباب الإسلامي

World Assembly of Muslim Youth
Tel. : 4641663 / 4641669 / 4624555
Fax 4641710 P.O. Box 10845 Riyadh 11443

رابطة العالم الإسلامي بمكة المكرمة

World Muslim League in
Makkah Al-Mokarrama
Tel. 5422733 Fax 5431488 PO. Box 537

وزارة الشؤون الإسلامية

The Ministry of Islamic
Affairs, Endowments, Call and Guidance
Tel.: 4043003 / 4043006 / 4043008
Fax : 4022555 Riyadh 11183

مركز الدعوة والإرشاد بالرياض

Center Call and Guidance in Riyadh
Tel. : 4116356 / 4116490
Fax : 4116593 Riyadh 11131

شعبة الجاليات بالرياض

Foreign Communities
Section in Riyadh
Tel. : 4116926 Fax: 4116926
Riyadh 11131

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد في
شمال الرياض

The Cooperative Office For Call and
Guidance North of Riyadh
Tel. : 4565555 / 4542222 Fax: 4564829
P.O. Box: 87913 Riyadh 11652

مكتب البديعة

Albadiah
Tel. : 4330888 / 4330440 Fax: 4301122
P.O. Box: 24932 Riyadh 11456

مكتب جدة

Jeddah
Tel. Fax: 6829898
P.O. Box: 6897 Jeddah 21452

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال الله تعالى :

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹)

ترجمہ : یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ

(آل عمران: ۸۵)

ترجمہ : اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدة: ۳)

ترجمہ : آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔

ح) مكتب توعية الجاليات بالروضة ، ١٤٤٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

آل عمر ، عبدالرحمن بن حماد

الدين الحق - الرياض .

١٤٤ ص ؛ ٢١ × ١٤ سم

ردمك : ٨ - ٥ - ٩١٩٣ - ٩٩٦٠

(النص باللغة الأردنية)

٢- الألوھية

١- الإسلام

أ- العنوان

٢٠/١٠١٥

ديوي ٢٤٠

رقم الايداع ٢٠/١٠١٥

ردمك : ٨ - ٥ - ٩١٩٣ - ٩٩٦٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على جميع رسل الله و بعد:
راہ نجات پر گامزن ہونے کی یہ ایک دعوت ہے جسے ہم ہر سوچ بوجھ رکھنے والے
شخص کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت اس امید پر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
اس کے ذریعہ سے گم گشتہ راہ کو ہدایت یاب فرمائے اور ہمارے اور ان تمام لوگوں
کے لئے توشہ آخرت اور باعث اجر و ثواب بنائے جو اسکی نشر و اشاعت میں حصہ لیں۔
ہر عقل و فہم رکھنے والے شخص کو یہ بخوبی علم ہونا چاہیئے کہ اس دنیوی یا آخروی
جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے زندگی میں کامیابی اور نیک بختی اس وقت حاصل کی
جاسکتی ہے جب وہ اپنے اس رب کی معرفت حاصل کرے جس نے اسکو اور ساری
کائنات کو پیدا فرمایا اور اس پر ایمان لے آئے اور صرف اس کی عبادت کرے، اور
اس نبی برحق کی معرفت حاصل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو راہ راست
پر لانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور اسکی رسالت و نبوت پر ایمان و یقین رکھ کر اتباع
کاملہ کرے، پھر اس دین برحق کی مکمل معرفت حاصل کرے جسکے اپنانے کا اللہ
تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہو۔
زیر نظر کتاب " دین حق " جو ان تمام اہم و عظیم امور پر مشتمل ہے جسے ہر

فصل اول

خالق عظیم اللہ (۱) کی معرفت :

ہر عقل و ہوش رکھنے والے کے لئے یہ بات جاننا انتہائی ضروری ہے کہ جس ذات پاک نے اسے عدم سے وجود بخشا ، اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا وہی اللہ اور جو ساری کائنات کا رب ہے اور معبود برحق ہے .

اور اللہ تعالیٰ (۲) پر ایمان رکھنے والے عقلمند لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اسے نہیں دیکھا ہے لیکن ایسے دلائل سے واقفیت رکھتے ہیں جو اس کے وجود اور خالق کائنات ہونے اور نظام حیات چلانے پر شاہد ہیں ، اور وہ دلائل یہ ہیں :

(۱) کائنات ، انسان ، اور زندگی ، یہ تینوں چیزیں حادث ہیں جن کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے اور اپنے وجود کے لئے دوسرے کے محتاج ہیں .

اور جو چیز حادث اور محتاج ہو وہ مخلوقات کے قبیل سے ہوئی اور جو چیز مخلوق ہوئی تو بدیہی طور پر اس کے خالق کا ہونا ضروری ہے ، اور یہ عظیم خالق خدائے وحدہ کی ذات پاک ہے جس نے خود اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ساری کائنات کی خالق اور اس کے نظام کو چلانے والی ذات ہے .

(۱) لفظ "اللہ" ساری کائنات کے خالق و معبود کے لئے مخصوص ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے بغض نہیں اپنی ذات پاک کے اس نام کا انتخاب فرمایا ہے جس کے معنی معبود برحق کے ہیں .

(۲) لفظ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تعریف کے لئے اور اسے صف و علو و پاکی متصف کرنے کے لئے یوں لایا جاتا ہے اور کلمہ سبحانہ برائی و پاکی کے لئے استعمال ہوتا ہے .

مسلمان کا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور ہم نے حاشیہ میں بعض ان عبارتوں اور مسائل کی مزید تشریح و تفصیل دے دی ہے جو قدرے تشریح طلب تھے۔

دوسری طرف ہم نے اس پوری کتاب میں قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر اعتماد کرتے ہوئے دلائل پیش کئے ہیں، کیونکہ یہ دونوں چیزیں ہمارے دین اسلام کی بنیادیں اور اسکے ماخذ ہیں۔

ہم نے اندھی پیروی سے اجتناب کیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں، اسی طرح ہم نے بعض ان باطل و گمراہ فرقوں پر روشنی ڈالی ہے جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں حالانکہ اسلام ان سے بری الذمہ ہے تاکہ مسلمان ان کی سازشوں اور گمراہیوں سے محفوظ رہیں۔ واللہ حسبی ونعم الوکیل۔

عبد فقیر

عبدالرحمن بن حماد آل عمر

استاذ في العلوم الدينية

بمعهد المعلمين في الرياض

اور عرش سارے آسمانوں کے اوپر ہے ، جو سب سے زیادہ عظیم اور وسیع ترین مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ اس عرش عظیم پر جلوہ افروز ہے اور اپنے علم اور ارادے سے ساری مخلوقات کے ساتھ ہے اور کوئی چیز اس سے مخفی نہیں .

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ رات ، دن کو اپنی تاریکی سے دھانپ لیتی ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے ، اور اس نے سورج و چاند اور ستاروں کو پیدا کیا اور اسی کے ہدایت کے مطابق یہ سب فضاؤں میں چکر لگاتے ہیں .

مزید یہ بتایا کہ وہی تن تنہا ساری کائنات کا خالق اور اسی کا حکم چلانا ہے وہ ایسی ذات پاک ہے جو اپنی ذات و صفات میں عظیم الشان ہے جو ہمیشہ بے حساب خیر و بھلائی سے نوازتی ہے اور وہ ساری جہاں کی پرورش کرنے والی ہے جس نے سبکو عدم سے وجود بخشا اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے .

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس پر ایسے طور پر جلوہ افروز ہے جو اسکے ثابیان شان ہے جس کی کیفیت سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا ، اور مسطور کے معنی اسعلی ، قابض ہونے کے نہیں ہیں جس طرح کے اسعلی علی الملک کا جانا ہے ، یہی حکومت پر قبضہ کرنا . معنی وہ لوگ مراد لیتے ہیں جو ان حقیقی صفات باری تعالیٰ کے منکر ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے لئے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بیان فرمائے ہیں وہ اس خام خیالی میں ہیں کہ اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقی معنوں میں مراد لیا تو اس کی مخلوق سے مشابہت ہو جاتی ہے ، حالانکہ یہ خیال باطل ہے کیونکہ مشابہت تو اس صورت میں ہوتی ہے کہ ہم یہ کہیں کہ اس کی یہ صفت مخلوق کے فلاں صفت جیسی ہے لیکن اس کو اس طرح جو اس کے ثابیان شان ہو بشیر تامل و تہویض اور بلا تشبہ و تھلیل کے تسلیم کریں تو اس میں کسی طرح کی مشابہت نہیں ہوتی اور یہی اتہیاء کرام کا طریقہ ہے جس پر سلف صالحین گہرا رہے اور راہ حق ہے جس پر ہر مسلمان کو چلنا چاہئے .

اور اس طرح ہم کو علم ان آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا اور انہوں نے اسکی تلاوت فرمائی اور اس کے مضامین کی تعلیم دی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسکی عبادت کی دعوت دی۔ چنانچہ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ تَطَلُّبُهُ وَحَشِيئَتُنَا
وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ
وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۱﴾ الاعراف

بیشک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا ، پھر عرش پر مستوی ہو گیا ، دُعا پڑھ لیتا ہے رات سے دن کو ، وہ جلدی سے اسے آ لیتی ہے اور سورج اور چاند اور ستاروں کو (اسی نے پیدا کیا) سب اس کے حکم کے تابع ، یاد رکھو اسی کے لئے خاص ہے آفرینش بھی اور حکومت بھی برکت سے بھرا ہوا ہے سارے جہاں کا پروردگار ۔

آیت کریمہ کا اجمالی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہی الکا رب ہے جس نے انھیں اور آسمانوں اور زمین کو بھی چھ دنوں میں پیدا کیا

(۱) اور وہ عرش بریں پر جلوہ افروز ہے (۲)

(۱) اور بتدریج پیدا کرنے میں کوئی حکمت مضمحلہ نہ رہے تو وہ چشم زدن میں خلقت پر تکرر ہے کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو "کن" کہہ دیتا ہے تو وہ اس وقت تکون ہو جاتی ہے۔
(۲) اسوی کا معنی عربی زبان میں جو کہ قرآن کی زبان ہے کسی چیز کے مسوی اور مرتفع ہونے کے ہیں (جتنے اگے صوفیوں)

ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے ، چنانچہ دنیا میں ایسے دو شخص نہیں ملیں گے جن کی شکل و صورت و ناک و نقشہ پوری طرح یکساں ہو ، اور یقینی طور پر کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوگا .

(۴) اسی طرح انسانوں کا اپنی اپنی قسمتوں میں مختلف ہونا ، تو کوئی مالدار ہے اور دوسرا فقیر ہے ، اور یہ صاحب منصب ہے اور وہ ملازم ہے حالانکہ ان میں بھی صاحب عقل و فہم ہیں لیکن باہر ہر شخص دوسرے سے مال و منصب میں مختلف ہے کیونکہ کوئی شخص محض اپنی استعداد اور محنت و کوشش سے ذہنی سعادت و مسرت اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھا ہے .

اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم حکمت مضمحل ہے تاکہ لوگوں کا امتحان لیں اور ایک دوسرے کو باہمی طور پر مفید بنائیں اور اس طرح سے کسی کا نقصان نہ ہو . اور جس کو ان مخصوص سعادتوں اور منصب سے نہیں نوازا ہے تو اسکو دار آخرت جنت میں مزید نعمتوں سے نوازے گا بشرطیکہ ایمان و یقین پر خاتمہ بالخیر ہوا ہو ، اسی طرح اللہ تعالیٰ فقیر کو خود دنیا میں ایسا سکون و اطمینان قلب نصیب فرماتا ہے جس کے لئے بہت سے مالدار لوگ تمنا کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے عین حکمت و کمال انصاف کی بات ہے .

(۵) اور اللہ تعالیٰ کے وجود کی ایک عظیم علامت نیند ہے .

”وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامِكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ“

اور اسکی آیات میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا ہے .

(۶) اسی طرح ذات باری کی ایک اور دلیل ”روح“ ہے جس کی حقیقت سوائے خدائے واحد کے کوئی نہیں جانتا .

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمِنْ آيَاتِهِ الْبَلُ وَالنَّهَارُ وَاللَّيْلُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن
كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧﴾ نصت

اور اس کی نشانیوں میں رات ہے اور دن ہے اور سورج ہے اور
چاند ہے (بس) تم لوگ نہ سورج کو پوجو اور نہ چاند کو بلکہ صرف
اللہ ہی کو پوجو جس نے ان سب کو پیدا کیا اگر واقعی اس کے
پرستار ہو۔

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح :

(۱) اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں ان علامتوں کی نشاندہی فرما رہے ہیں جو اس کی
ذات پاک پر ولایت کرتی ہیں ، جیسے رات و دن ، سورج و چاند ، اور سورج و چاند کی
عبادت سے منع فرما رہے ہیں کیونکہ یہ دونوں تمام دوسری مخلوقات جیسی ایک مخلوق ہیں
اور کوئی مخلوق عبادت کے لائق نہیں ، اور سجدہ بھی عبادت کی ایک قسم ہے ۔
مزید اللہ تعالیٰ سارے لوگوں کو اپنی ذات واحد کی عبادت کا حکم فرما رہے ہیں
کیونکہ درحقیقت وہی ساری عبادتوں کا سزاوار ہے ۔

(۲) اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے وجود کی سب سے بڑی دلیل جس کی
ہم کو قرآن کریم نے رہنمائی کی ہے وہ یہ کہ انسانوں کو مرد اور عورت کی شکل میں پیدا
فرمایا ، چنانچہ مذکر و مؤنث کا وجود بھی بذات خود خدائے خالق کی ایک دلیل ہے ۔

(۳) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل انسانوں کی زبانوں اور شکل و صورت کا

کوئی ابتدا نہیں ، اور وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والی ذات ہے جو نہ کبھی مرنے والی اور نہ ختم ہونے والی ہے ، جو بذات خود غنی ہے کسی دوسرے کی محتاج نہیں ، وہ تنہا ہے جس کا کوئی شریک نہیں .

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝
آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے ، اللہ بے نیاز ہے ، نہ اسکے کوئی
اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے ، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے .

آیت کریمہ کے معنی : جب کفار کہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق دریافت کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ان سے یہ کہیں اللہ تعالیٰ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ ہمیش زندہ رہنے والی ہے جس پر زوال نہیں ہوتا ، اسی کے لئے ساری سرداری شایان شان ہے ، جو ساری کائنات کا رب ہے اسی کی ذات پاک سب کے لئے ماویٰ و ملجا ہے ، جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے اس کا نہ کوئی لڑکا ہے نہ لڑکی ، اور نہ باپ ہے اور نہ ماں ، بلکہ اس نے اس سورہ میں تو ان تمام چیزوں کی اپنی ذات پاک کی طرف نسبت کی شدید مذمت فرمائی ہے کیونکہ شجرہ لسب اور پیدائش کا ہونا مخلوقات کے صفات میں شمار ہوتا ہے .

(۷) مزید خدا نے خالق و مالک کے وجود کی سب سے بڑی دلیل خود حضرت انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مختلف حواس اور متعدد صلاحیتوں اور غیر معمولی جسمانی نظام بنایا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرما کر زمین کو سیراب و سبز و شاداب فرماتا ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی سبزیاں اور بانگات اگاتے ہیں جو اپنے مزے اور رنگ و روپ میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

یہ چند نمونے ان ہزاروں علامتوں میں سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تذکرہ فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے دلائل ہیں، وہی ساری کائنات کا خالق اور مدبر ہے۔

(۹) وہ فطرت سلیمہ جس پر ہر انسان پیدا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے پر پورا ایمان و یقین رکھتی ہے اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے اور اپنے کو بد بختی کے طرف لے جا رہا ہے، کیونکہ لادینی نظریات کا رکھنے والا شخص دنیا میں بد بختی کی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں بھی اپنے بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم رسید ہوگا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کے صفات کا بیان :

من جملہ اللہ تعالیٰ کے صفات عظیمہ کے ایک یہ ہے کہ وہ اول ہے جس کی

(۱) مگر وہ شخص جو توبہ کرے اور اللہ اور اس کے رسول اور دین اسلام پر صدق دل سے ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ کرے تو اللہ تعالیٰ تواب و رحیم ہے۔

حاضر ہوئے اور شرف مناجات سے مشرف ہوئے اور پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لے کر مسجد حرام واپس تشریف لائے ، اور اس سفر میں جو صرف ایک رات کا تھا آسمانوں کے نظام اور وہاں کے باسیوں سے واقف اور متعارف ہوئے ، جس کی تفصیلات قرآن کریم اور کتب احادیث و تاریخ میں موجود ہیں .

اللہ تعالیٰ کے صفات عالیہ میں سنا ، دیکھا ، علم رکھنا اور قدرت رکھنا ، ارادہ اور مشیت سے متصف ہونا ہے ، چنانچہ وہ ہر چیز کو سنا اور دیکھتا ہے اور کوئی چیز بھی اس کو سننے و دیکھنے سے مانع نہیں ، اور رحم مآورد اور سینے میں چھپے ہوئے راز دل ، اور دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کا بخوبی علم اور واقفیت رکھتا ہے .

وہ ذات ایسی قادر مطلق ہے کہ جب کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو کُنْ کہتی ہے تو وہ فَيَكُونُ یعنی ہوجاتی ہے .

اور اللہ تعالیٰ نے جن صفات سے اپنی ذات پاک کو متصف کیا ہے وہ صفت کلام ہے چنانچہ وہ جس طرح اور جیسے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا ، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کلام فرمایا ، اسی طرح قرآن کریم مع اپنے حروف و معانی کلام الہی ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے من جملہ صفات کے ایک صفت ہے اور گمراہ فرقہ محترمہ کے نظریہ کی طرح مخلوق نہیں ہے . اور من جملہ ان صفات کے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کو متصف فرمایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بیان فرمایا ہے وہ ہجرے کا ہونا ، دونوں ہاتھ کا ہونا ، مستوی ہونا ، نزول فرمانا ، راضی اور ناراض ہونا چنانچہ وہ اپنے مومن بندوں سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور کفار و مشرکین

اسی طرح دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس نظریہ کی کہ "حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں" اور اور یہودیوں کے عقیدہ "عزیر اللہ کے لڑکے ہیں" شدید نکیر و تردید فرمائی ہے، اسی طرح بعض لوگوں کے اس قول کہ "فرشتے اللہ کی لڑکیاں ہیں" بذمت فرمائی ہے، اور اس کی وضاحت فرمائی کہ اس نے حضرت عیسیٰ کو اس طرح بغیر باپ پیدا فرمایا ہے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور حضرت حواء کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا فرمایا پھر ان کی اولادیں یعنی ساری انسانیت کو ماں باپ کے ناپاک نطفہ سے پیدا فرمایا۔

ابدائے آفرینش میں ہر چیز کو عدم سے وجود بخشنا پھر اس نے اپنے مخلوقات کے سلسلہ میں ایسا نظام مقرر فرمایا جس سے کوئی چیز سرسوخاورد نہیں کر سکتی اور اسی باریک قانونِ فطرت کے تحت وہ چیز معرض وجود میں آتی ہے مگر یہ کہ خود اللہ تعالیٰ ہی اس نظام و قانون سے ہٹ کر اگر کوئی چیز پیدا کرنا چاہے تو بغیر کسی رکاوٹ کے پیدا کرنے پر قادر و مستطیع ہے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا جو ماں کی گود میں ہی لول رہے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو سانپ میں تبدیل فرمایا، جب انھوں نے اپنے اسی عصا سے سمندر کو مارا تو اس میں راستہ بن گیا جس پر سے وہ اور انکی قوم سمندر عبور کر گئی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارے سے چاند کے دو بکڑے ہو گئے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ آپ کو سلام کرتے تھے، اور جانور آپکی نبوت و رسالت کی شہادت دیتے تھے جسے لوگ اپنی کانوں سے سنتے تھے، اور آپکو براق پر سوار کر کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا، پھر وہاں سے آسمانوں تک حضرت جبریل کی معیت میں لے جایا گیا اور وہاں سے بارگاہ الہی میں

آیت کریمہ کی اجمالی تفسیر: اللہ تعالیٰ پہلی آیت میں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ اس نے جنات (۱) والسان کو صرف اپنی ذات واحد کی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ اور دوسری و تیسری آیت میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ عبادتوں سے مستغنی ہے اور نہ کسی طرح کے کھانے اور روزی کی خواہش رکھتا ہے بلکہ وہ تو ایسی قادر ذات پاک ہے جو سب کو روٹی روزی دیتی ہے اس کے علاوہ کوئی کسی کو رزق فراہم نہیں کرتا مگر اسی کے مرضی سے، وہی ذات بارش برساتی ہے اور زمین سے طرح طرح کے اناج اور پھل فروٹ پیدا فرماتی ہے۔ اور وہ دوسری ساری مخلوقات جو عقل و فہم نہیں رکھتی، جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی خدمت و راحت کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت ان کی مدد سے بحسن و خوبی انجام دیں اور اس کے نازل کردہ وہ قوانین کے مطابق سب کے ساتھ سلوک کیا جائے۔

کائنات کی تمام مخلوقات، اور اسکی ساری نقل و حرکت کو اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مقصد و حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے جسے بسا اوقات قرآن کریم نے روشنی ڈالی ہے اور جس کو ہر صاحب علم اپنے علم و بصیرت کے بھر و اقیقت رکھتا ہے، اور اپنے ایمان و یقین کے نور سے اسکی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر انسانوں کی عمر میں تفاوت کا ہونا، اور روزی میں کمی بیشی کا ہونا، ابتداء و آزمائش میں ایک دوسرے میں فرق ہونا، اسی طرح باہمی طور پر مختلف المزاج و مذاق ہونا، ان سب اصول و عادات کا فرق و اختلاف اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی سے ہوتا ہے تاکہ اپنے بندوں کا امتحان لے چنانچہ جو شخص راضی برضائے الہی رہا اور قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم ہوا، اور بغیر مایوسی کے محنت اور مشقت کرتا رہا

(۱) جنات عقل و فہم رکھنے والی ایک مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان ہی جیسے عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ان ہی کے ساتھ روئے زمین پر رہتے ہیں لیکن انسان ان کو دیکھ نہیں پاتے۔

اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے ناراض اور غصہ ہوتا ہے ۔
 اور اس کا راضی ہونا ، غصہ ہونا ، کلام فرمانا ، چہرے اور دونوں ہاتھ کا ہونا ،
 مسوی ہونا اور نزول فرمانا یہ سب صفات ایسے طور پر ثابت ہیں جو اس کے ثابین
 شان ہے جو مخلوق کے صفات سے مشابہ نہیں ہیں ۔
 قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کو جنت میں اپنی آنکھوں
 سے دیدار کریں گے ، اور اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کا قرآن کریم اور احادیث میں
 تفصیل سے ذکر آیا ہے وہاں اس کا مطالعہ کر لینا چاہئے ۔

جن وانس اور ساری مخلوقات کے پیدا کرنے کے اغراض و مقاصد:
 جب تم اس پر ایمان رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا تو اسکا بھی یقین
 رکھو کہ اس نے تم کو ایسے ہی بلا وجہ پیدا نہیں کیا بلکہ اپنی عبادت کے لئے سارے
 انس وجن پیدا فرمایا ہے ۔

چنانچہ ارشاد ہے :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۱۶﴾ مَا أُرِيدُ مِنْكُمْ مِن
 بَرِّقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ﴿۱۷﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو
 الْقُوَّةِ الْتَّيِّنِ ﴿۱۸﴾ الذارمات

اور میں نے تو جنات اور انسان کو پیدا ہی اسی غرض سے کیا ہے
 کہ میری عبادت کیا کریں ، میں ان سے نہ روزی چاہتا ہوں اور نہ یہ
 چاہتا ہوں کہ مجھے کھلایا کریں ، اللہ تو خود ہی سب کو روزی پہنچانے
 والا ہے ، قوت والا ، مضبوط ہے ۔

سوجائیں ، اور سوائے خدائے ہی و قیوم کے کوئی ذات زندہ باقی نہ رہ جائے ، پھر
 اسکے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ سارے جن وانس و حیوانوں کو اٹھائے گا اور سارے جسموں
 میں روح لوٹا دے گا جو پہلے ہی جیسے ہو جائیں گے پھر اسکے بعد انکے ذہنی اعمال پر
 حساب و کتاب ہوگا اور اسی کے مطابق جزا و سزا دی جائے گی ، کسی عورت و مرد خادم
 و مہرہ ، امیر و غریب میں کوئی فرق و امتیاز نہ برتا جائے گا اور ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم
 و زیادتی نہ ہوگی ، عالم سے مظلوم کا حق دلایا جائیگا حتیٰ کہ حیوانات سے باہمی ظلم و زیادتی
 کا بدلہ چکایا جائے گا پھر ان سے کہا جائے گا تم سب مٹی ہو جاؤ کیونکہ جانور جنت
 و جہنم میں نہ جائیں گے ۔

اسی طرح جنوں و انسانوں کے حساب و کتاب کے بعد ہر ایک اپنے اپنے اعمال خیر
 و شر کے مطابق جنت و جہنم کی طرف لے جائیں گے اور سونین و صالحین اپنے اعمال
 خیر کی وجہ سے جنت میں جائیں گے اگرچہ وہ دنیا میں غریب اور ناقہ کش رہے ہوں
 اور کفار و مشرکین اپنے اعمال بد کی وجہ سے جہنم رسید ہوں گے اگرچہ دنیا میں امیر
 و کبیر اور باحیثیت رہے ہوں گے ۔
 ارشاد ہے :

”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ“

تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا شخص وہ ہے جو زیادہ
 تقویٰ والا ہے ۔

جنت : وہ طرح طرح کی نعمتوں سے بھرپور جگہ ہے جسے اللہ بیان نہیں کر سکتا ،
 جس میں سو درجے ہیں اور ہر درجہ کے اپنے قوت ایمان اور کثرت اعمال سے
 مستحق باشندے ہیں ، جنت میں سب سے کم درجہ والا شخص دنیا کے بڑے سے

اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر چلنے کی کوشش کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو سعادت دارین سے نوازیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے قضا و قدر کا ٹکڑا لیا اور اس پر لعن و طعن کیا اور اس کے سامنے سر تسلیم نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مولیٰ اور دنیا و آخرت میں بدبختی کا مستحق ٹھہرا ، ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور اپنے ناراضگی سے محفوظ رکھے .

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب و کتاب اور جنت و جہنم کا بیان: جب تم نے اچھی طرح یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو اس پر بھی ایمان و یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی ان کتابوں میں جن کو اپنے برگزیدہ بندوں پر نازل فرمائی ہے ، بیان فرمایا کہ وہ تم کو موت آنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور تمہارے دنیاوی نیک و بد اعمال کا بدلہ دے گا وہ یوم آخرت ہوگا جس کو یوم جزا بھی کہتے ہیں ، کیونکہ انسان موت ہی کے ذریعہ سے دار العمل اور دار البقاء سے دار الجزاء اور دار البقاء منتقل ہو جاتا ہے جب انسان دنیا کی اپنی مقررہ مدت و عمر پوری کر لیتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے تو وہ موت کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجتا ہے چنانچہ وہ اس کی روح جسد خاکی سے قبض کر لیتے ہیں اور سخت ترین تکلیف سے دوچار ہوتا ہے .

اگر وہ روح بندہ مومن کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے دار العظیم (جنت) میں پہنچا دیتے ہیں ، اور اگر کافر کی ہوتی تو دار العذاب (جہنم) میں پہنچا دیتے ہیں ، تاکہ حساب و کتاب کا دن یعنی قیامت نہ آجائے اور سارے لوگ موت کی ابدی عیند نہ

اور ہمارے شان میں عجیب (گستاخانہ) مضمون بیان کیا اور اپنی خلقت کو بھول گیا، کہنے لگا کون زندہ کریگا پڈیوں کو جب کہ وہ پوسیدہ ہو گئی ہوں، آپ کہہ دیجئے انھیں وہی زندہ کریگا جس نے انھیں اول بار پیدا کیا تھا اور وہی سب طرح کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے :

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٠٠﴾

تغابن

جو لوگ کافر ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ (دوبارہ) اٹھائے نہ جائیں گے آپ (ان سے) کہیئے ضرور اور قسم ہے میرے پروردگار کی ضرور تم اٹھائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کر چکے ہو اس کی تمہیں خبر دی جائیگی اور یہ اللہ پر (بالکل) آسان ہے۔

آیت کریمہ کی اجمالی تفسیر :

اللہ تعالیٰ پہلی آیت میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کو اس نے زمین سے یعنی مٹی سے پیدا کیا یہ اس طور پر ہوا کہ اس کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا، اور دوبارہ مرنے کے بعد قبروں میں مٹی ہی میں ملاوے گا اور پھر اپنی اپنی قبروں سے سبھی کو زندہ کر کے برآمد کرے گا اور ان کا حساب و کتاب کر کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ان کافروں کی تردید فرماتا ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں اور انھیں تعجب ہوتا

بڑے بادشاہ کے عیش و آسائش سے ستر گنا زیادہ عیش و عشرت میں ہوگا۔
 دوزخ: جس سے اللہ تعالیٰ ہم کو پناہ دے، وہ گونہ گون عذاب و سزا کا مرکز ہے،
 جس کے بیان سے قلب و جگر لرز جاتے ہیں اور آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں، اگر
 قیامت کے بعد دوبارہ موت ہوتی تو محض دوزخ کے دیکھنے ہی سے لوگ مردہ ہو جاتے
 ، لیکن موت تو صرف ایک بار آتی ہے جس کے ذریعہ سے انسان دنیا سے آخرت کی
 طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے موت اور حساب و کتاب، جنت و دوزخ کا تفصیل سے نقشہ
 کھینچا ہے اور اس کی ساری چیزوں کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے، جس کی طرف ہم
 نے اشارہ کیا ہے۔

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب و کتاب، جزا و سزا کے برحق ہونے پر
 بکثرت دلائل موجود ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ نَارًا أُخْرَى ﴿٥٥﴾

طہ: ۵۵۔

اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا اور اسی میں ہم تمہیں
 واپس لے جائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ پھر نکالیں گے۔

مزید ارشاد ہے:

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ
 رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ اَقْلُ بِحُجَّتِهَا الَّذِي اَنْشَاهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ
 خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾

برے اعمال لکھنے کے لئے دائیں بائیں دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں جو اس کی ہر چھوٹی و بڑی چیزوں کو محفوظ کر لیتے ہیں اور پھر انسان کو قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کے بعد وہ سارے محفوظ شدہ ریکارڈ دے دیا جائے گا چنانچہ وہ اسکو پڑھنے کے بعد کسی ایک چیز کے بھی انکار و تردید کی جرات نہ کر سکے گا ، اور جو شخص ویدہ دلیری میں اس کا انکار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ و پیر، آنکھ و کان وغیرہ کو بلوا دے گا اور وہ اس کے خلاف گواہی دیں گے ، جس کی تفصیلات قرآن کریم نے یوں بیان فرمائی ہے :

مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿۱۵﴾

وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اس کے آس پاس ہی ایک تاک میں لگا رہنے والا تیار ہے ۔

مزید ارشاد ہے :

وَإِنَّ عَلَيْنَا لَلْإِفْظِينَ ﴿۱۶﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿۱۷﴾ يَعْلَمُونَ
مَا تَقُولُونَ ﴿۱۸﴾

الانفطار

دراں حالانکہ تمہارے اوپر (ہماری طرف سے) یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے مقرر ہیں ، وہ جانتے ہیں اس کو جو کچھ تم کہتے ہو۔

آیات کی تفسیر :

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر انسان پر دو نگران فرشتے مقرر ہیں ایک دائیں طرف ہے جو اعمال حسہ لکھتا ہے اور دوسرا بائیں طرف ہے جو اعمال بدہ تحریر کرتا ہے ۔

اور دوسری دونوں آیتوں میں ان ہی مضامین کی وضاحت کی گئی ہے ، اور انکے بغیر بھی انسان کے سارے اعمال کا وہ علیم وخبیر ہے جو لوح محفوظ میں ہیں ہم گواہی

ہے کہ ہڈیاں مڑنے لگنے کے بعد کیسے تروتازہ ہو جائیں گی اور ان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ ذات پاک جو پہلی مرتبہ ان کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہی ان کو دوبارہ زندہ اور تروتازہ بھی کرنے پر قادر ہے۔

اور عیسوی آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ ان ہی کفار و مشرکین کے شہادت کا جواب دے رہے ہیں جو کہ بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہیں اور اس کو ناممکن تصور کرتے ہیں تو اس کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرما رہے ہیں ان سے قسم کھا کر یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ بعث بعد الموت پر قادر ہے اور انکے اعمال سب سامنے آئیں گے اور اسی کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ معمولی سی چیز ہے۔

اور ایک دوسری آیت میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب بعث بعد الموت کے منکرین کو حساب و کتاب کے بعد جہنم رسید کروایا جائیگا تو ان سے کہا جائے گا۔

ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الّٰذِي كُنْتُمْ يَدْعُونَ ﴿٥١﴾ السجدة
 نو جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو اگر اسکی تکذیب کرتے تھے

انسان کے قول و فعل کا ریکارڈ:

اللہ تعالیٰ نے اسکی بھی وضاحت کر دی ہے کہ انسان جو کچھ بھی اچھا یا برا قول و فعل، چاہے وہ غلطیہ ہو یا پوشیدہ طور پر سب اللہ تعالیٰ کے یہاں لوح محفوظ میں آسمان وزمین اور انسان اور دوسری سارے مخلوقات کے پیدا کرنے سے قبل ریکارڈ محفوظ کردئے گئے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ ہر انسان کی نگرانی اور اس کے اچھے

فصل دوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت :

جب تم نے یہ جان لیا کہ اللہ رب العزت وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا پھر تم کو مردہ کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور تمہارے نیک و بد اعمال کے مطابق جزا و سزا دیگا تم اس کے بعد اس کا بھی ایمان و یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ سارے لوگوں کے ہدایت کے لئے اپنا رسول بھیجا ہے ، اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور اسکی بھی وضاحت کر دی ہے صحیح اور درست عبادت و اطاعت اسی رسول کے اتباع کی وجہ سے کی جاسکتی ہے اور اللہ کی شریعت پر اسی وقت عمل پیرا ہوا جاسکتا ہے اور اس کی عبادت کا حق اس وقت ادا کیا جاسکتا ہے جب اسکی کامل ترین اطاعت کی جائے اسکے اللہ کا رسول بلکہ خاتم الرسل اور دائلئے کل ، اور ہادی السبل ہونے کا ایمان و یقین رکھا جائے ، جنکی بعثت کی بشارت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے اپنے اپنے زمانے میں دی تھی جس کا تذکرہ تورات و انجیل میں چالیس سے زائد جگہوں پر آیا ہے اور جسکو یہودی اور عیسائی تورات و انجیل میں تحریف سے قلمی پڑھتے دہرھاتے تھے (۱)

ولادت باسعادت :

اور یہ پیارے نبی جو خاتم الانبیاء اور ساری انسانیت کی طرف منصب نبوت

(۱) ان بشارتوں کی تفصیلات کا جو تورات و انجیل میں وارد ہوئی ہیں علامہ ابن تیمیہ کی تصنیف "الجواب الصحیح لمن بدل دینہ" ص ۱۰۱ کی دوسری جلد میں مطالعہ کیا جاسکتا ہے اسی طرح علامہ ابن القیم کی کتاب "ہدایۃ الخیر" اور سیرت ابن ہشام اور ابن کثیر کی "مہجرات النبوة" میں دیکھا جاسکتا ہے۔

دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اسکی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول ہیں ، اور اسکی بھی شہادت دیتے ہیں جنت ، جہنم ، حق ہے اور روز قیامت کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو حساب و کتاب کے لئے اپنی اپنی قبروں سے برآمد کرے گا اور انکے نیک و بد اعمال کا بدلہ وصلہ دے گا اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمکو بتایا ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں پونچایا ہے سب کے سب حقا حقا برحق اور شک و شبہ سے بالاتر ہیں ۔

آخر میں ہم سبھی عقل و فہم رکھنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان حقائق پر ایمان لے آئیں اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوں اور سعادت دارین سے مشرف ہوں بس یہی راہ نجات ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و خصوصیات :
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ ایسی خصوصیات و صفات سے نوازا ہے جو دوسرے
 انبیاء کرام و رسل عظام میں نہیں پائی جاتی .
 ۱ - خاتم الانبیاء کا ہونا : آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں
 آپ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا .

۲ - عمومی رسالت کا ہونا : آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لئے
 رسول بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں اور سارے لوگ امت محمدیہ کہلائے جائیں گے ،
 جس نے آپ کی اطاعت کی وہ جنتی ہوگا اور جس نے آپکی نافرمانی کی وہ جہنم رسید
 ہوگا .

اور یہودی اور عیسائی بھی آپ کی مکمل اتباع اور دین اسلام پر ایمان لانے کے
 مکلف ہیں ، اور جنہوں نے آپ کی نبوت و رسالت و شریعت اسلامیہ کی پیروی نہ کی
 ہوگی وہ درحقیقت حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور سارے انبیاء کرام کے منکر ہیں اور یہ
 سارے انبیاء ان پیروکاروں سے اپنی براءت کا اظہار کریں گے کیونکہ ان انبیاء کرام
 نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت دی ہے ، اور آپ کی نبوت
 و رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے ، اور آپ کا دین اسلام سارے انبیاء کرام کا
 دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت و رسالت کے درجہ کمال کو پہنچا دیا
 ہے اور اس سلسلہ نبوت و منصب رسالت کو تاقیامت ختم فرمادیا ہے اس لئے کسی بھی
 شخص کے لئے جائز نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے بعد کسی
 دوسرے دین کو اپنائے اور دین اسلام ہی آخری اور مکمل دین و شریعت ہے ، اور

ورسات سے مشرف کر کے مبعوث کئے گئے ہیں جن کا نام نابی و نسب گرامی یہ ہے
 محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الهاشمی القرشی سارے روئے زمین پر سب سے بچے
 اور شریف شخص ہیں جن کا قبیلہ غیر معمولی شرافت اور وجاہت والا ہے جن کا شجرہ
 نسب حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم سے جا ملتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے، آپ نے جس
 شب آنکھ کھولی ساری سر زمین روز روشن کی طرح روشن ہو گئی، اور قریش کے
 صنم خانوں میں انقلاب برپا ہو گیا، تراشیدہ بت اوندھے منہ گر پڑے اور قیسر و کسری
 کے ایوان ہل گئے، اور دس سے زائد قندیلیں ٹوٹ کر گر گئیں، اور آتش کدہ فرس،
 بچھ کر ٹھنڈا ہو گیا جو دو ہزار سال سے دیک رہا تھا جس کی تیزی و پیش کم تک نہیں
 ہوتی تھی۔

یہ انقلاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سارے روئے زمین کے باشندوں کے لئے
 اعلان و انتباہ تھا کہ خاتم الانبیاء والمرسلین کی ولادت باسعادت ہو چکی ہے جو ان بتوں کو
 پاش پاش کریں گے جو خانہ خدا میں خدائی کر رہے ہیں اور جو قیسر و کسری کے عظیم
 طاقتوں سے ٹکر لیں گے اور ان کو اسلام کی دعوت دیں گے اور خدائے وحدہ کی عبادت
 کی تبلیغ کریں گے اور جب وہ اس دعوت پر لبیک کہنے سے انکار کریں گے تو یہ
 آخری نبی ان سے جہاد کریں گے اور اس کے نتیجے میں اس کا ساتھ دیں گے اور آخر کار
 یہ لوگ ان طاقتوں پر نبرد آزما ہو کر فتح یاب ہوں گے اور اللہ کے دین کو ساری خدائی
 زمین پر پھیلائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپکی بعثت کے بعد ایسا ہی کیا جیسا
 اشارہ ہوا تھا۔

علامات قیامت کے موضوع پر علماء کرام نے مستقل کتابیں لکھی ہیں ، اور احادیث کی کتابوں میں مستقل ابواب موجود ہیں ، اور علامہ ابن کثیر کی تصنیف "النہایہ" میں مزید مطالعہ کیا جاسکتا ہے .

یہ مذکورہ معجزات دوسرے انبیاء کے معجزات سے مشابہ ہیں ، لیکن اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسے عظیم جیتے جاگتے معجزہ سے نوازا ہے جو تا قیامت تروتازہ اور زندہ تابندہ رہے گا وہ عظیم معجزہ ہے .

۶۔ قرآن کریم : جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جس میں کسی قسم کی تحریف و تبدیلی ناممکن ہے ، اگر کسی بد بخت نے اس کی کوشش کی تو وہ ناکام و نامراد رہا کیونکہ لاکھوں و کروڑوں قرآن کے نسخ ساری دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں جو کہ ایک دوسرے سے ایک حرف اور نقطہ میں بھی مختلف نہیں ہیں اور سب کے سب یکساں ہیں ، اسی طرح لاکھوں افراد کے سینوں میں بھی محفوظ ہیں اور کسی کی تلاوت میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے .

لیکن اس کے برعکس تورات و انجیل میں غیر معمولی تحریف و تبدیلی ہو چکی ہے اور ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں ، اور ہر طباعت ، سابقہ طباعت سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں نے ان کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ نہیں لیا تھا اور قرآن کا اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے جیسا ارشاد ربانی ہے :

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱۰۱﴾ الحجر

اس نصیحت نامہ کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں .

ہائیات محفوظ رہنے والا ہے ، اور جہاں تک یہودیت اور عیسائیت کا تعلق ہے تو وہ اپنی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے اور اس میں غیر معمولی طور پر تحریف و تبدیلی کی جا چکی ہے ، اور جس نے دین اسلام کی ہیروئی کی وہ سارے انبیاء کرام پر ایمان لے آیا ، اور جس نے دین اسلام کا انکار کیا وہ سارے انبیاء کا بھی منکر ہوا ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں اور آپ کے بعد بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد دین اسلام میں داخل ہوئی اور بحمد اللہ آج تک اسکا سلسلہ جاری ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات :

سیرت نگاروں نے آپ کے معجزات کا جو آپکی رسالت و نبوت کی سچائی اور برحق ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل نمودار ہوئے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جن کی تعداد ایک ہزار معجزات تک پہنچ جاتی ہے ، جن میں سے بعض یہ ہیں ۔

۱ - ختم نبوت : آپ کے کندھوں پر ختم نبوت کے نشان کا ہونا ۔
 ۲ - بادل کا سایہ : جب آپ دھوپ میں چلا کرتے تھے تو بادل کا ایک ٹکڑا آپ کے اوپر سایہ لگن ہوتا تھا ۔

۳ - کنکری کی تسبیح : آپ کے ہاتھوں میں ایک دفعہ کنکریوں نے تسبیح و تحمید کی ۔

۴ - درخت کا سلام : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت نے سلام کیا ۔

۵ - پیشگوئیاں : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں بعض ہونے

والے واقعات کی پیشگوئیاں فرمائیں تھیں جو رفتہ رفتہ رونما اور حرفا حرفا صحیح ثابت

ہو رہی ہیں اور انکا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں جس کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا

فرمایا تھا ، جو حدیث کی کتابوں میں پوری تفصیلات کے ساتھ مدون و محفوظ ہیں ۔

آپ کہہ دیجئے کہ اگر (کل) انسان وجہات اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں (جب بھی) اس جیسا نہ لاسکیں گے اور خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

اگر قرآن کریم کسی انسان کا کلام ہوتا اور کلام الہی نہ ہوتا تو یقیناً اہل عرب اس جیسا کلام پیش کر دیتے اور عاجز و قاصر نہ ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام اسی طرح اعلیٰ و عظیم تر ہے جس طرح اس کی ذات و صفات مطلق سے بالاتر اور عظیم الشان ہے، اور جس طرح وہ ذات پاک "لیس کمثلہ شئی" سے متصف ہے بعینہ اس کا کلام بھی بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام حق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول برحق ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سوائے رسول کے کسی دوسرے شخص پر نازل نہیں ہوتا۔

خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥﴾ الاحزاب

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، البتہ اللہ کے رسول ہیں اور (سب) نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے:

قرآن کریم کے کلام اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول اللہ
ہونے کے دلائل

قرآن کریم کے کلام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے
کے عقلی اور منطقی دلائل و شواہد میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر اسی طرح ترویج فرمائی جس طرح سابقہ انبیاء کرام
کے برحق ہونے اور ان کی امتوں کے تکذیب پر فرمائی تھی۔

اسی طرح کفار قریش کے اس قول پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے،
چیلنج فرماتے ہوئے ان سے مطالبہ کیا اسی طرح فصاحت و بلاغت سے بھرپور کوئی چھوٹا
سا کلام اس طرح لاکر دکھائیں، چنانچہ زبان وانی کے باوجود اس جیسا اللہ نے عاجز
رہے حالانکہ وہ اپنے آپ کو بلاغت و فصاحت اور شعر و شاعری میں چوٹی پر سمجھتے تھے
اور ان میں بڑے بڑے شعراء اور نامور مقررین موجود تھے، پھر آخر میں ان سے
صرف یہ مطالبہ کیا گیا کہ دس سورتیں یا کم از کم ایک چھوٹی سی سورت قرآن کے
مقابلہ میں پیش کریں لیکن وہ اس میں بھی ناکام رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے خود
بفس نفیس یہ اعلان فرمایا کہ اگر سارے انسان اور جنات مل کر بھی ایسا کلام
پیش کرنا چاہیں تو وہ یقیناً ناکام رہیں گے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا
الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿۸۵﴾

اسراء

باعث برکت بنایا ہے ، آپ اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمت ہیں جسے اس نے بطور عطیہ ساری انسانیت کو مرحمت فرمایا ہے جس نے آپ کی اطاعت اختیار کی اس نے اللہ تعالیٰ کے عطیہ رحمت کو قبول کر لیا اور جنت کا مستحق ہوا اور جس نے آپ کو جھٹلا دیا اور آپ کی تابع داری سے گریز کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ہدیہ رحمت کو ٹھکرا دیا اور جہنم کا سزاوار ہوا .

اللہ اور رسول کی ایمانی صدا پر لبیک کہنا :

اس لئے ہم ہر عقل و فہم رکھنے والے شخص کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب بنا کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر ایمان لائے اور آپ کی سنت و شریعت کی مکمل پیروی کرے اور اسی کا نام دین اسلام ہے جس کا اصل ماخذ اور سرچشمہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سنت طیبہ ہیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لغزشوں سے محفوظ رکھا ہے اور اللہ ہی کے مرضی سے کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں ، اس لئے ہر انسان کو اس اعتراف اور اقرار میں ذرہ برابر بھی تردد نہ ہونا چاہیئے . " آمنت باللہ وان محمدا رسول اللہ " اور اس کے سایہ میں ساری زندگی گزارنی چاہیئے کیونکہ یہی صرف راہ نجات ہے . اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو سعادت دارین سے نوازیں .

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ . ۲۸

اور ہم نے تو آپ کو سارے ہی انسانوں کے لئے (نبی بنا کر) بھیجا ہے
ہے بطور خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے کے ، لیکن اکثر
لوگ نہیں سمجھتے .

ایک اور جگہ فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۲۹﴾ الانبیاء
اور ہم نے آپ کو دنیا جہاں پر (اپنی) رحمت ہی کے لئے بھیجا ہے .

آیات کریمہ کی اجمالی تشریح :

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساری
السنین کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں ، اور وہ خاتم الانبیاء اور آخری نبی
برحق ہیں آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کی بعثت نہیں ہوگی ، اور آپ کو ایک عظیم
منصب رسالت سے مشرف کیا گیا ہے جس کے آپ ہی مستحق اور جو آپ ہی پر ختم
ہونے والا تھا .

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو سارے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے چاہے وہ کالے ہوں یا گورے ،
عرب ہوں یا غیر عرب ، اور بہت سے لوگ حق اور حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے
گمراہ ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت کا انکار کر کے کافر ہو گئے .
اور تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے
فرماتا ہے کہ اس نے آپ کی ذات اور بعثت کو سارے جہاں کے لئے رحمت اور

لوگوں کو حکم دیا ہے اور تمام انبیاء کرام اس پر ایمان لے آتے ہیں اور اس کا انہوں نے اعلان و اعتراف کیا ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ یہی وہ دین حق ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں ہوگا چنانچہ ارشاد ہے :

”إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ“ آل عمران : ۱۹ .

یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے .

مزید فرمایا:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ

الْخَاسِرِينَ ﴿۱۶۰﴾ آل عمران

اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا ، اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا .

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح :

اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے نزدیک معتبر و مقبول دین صرف دین اسلام ہے .

اور دوسری آیت میں اسکی وضاحت فرمائی کہ دین اسلام کے علاوہ وہ کسی سے بھی کوئی دوسرا دین قبول نہیں کرے گا ، اور مرنے کے بعد صرف مسلمان ہی نیک بنت ہوں گے اور جو لوگ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپناتے ہوئے مرجائیں گے تو وہ لوگ بڑے خسارے میں ہوں گے اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رہیں گے ، اسی وجہ سے سارے انبیاء کرام نے دین اسلام کو اختیار فرمایا اور اسکی طرف دعوت دی ، اور جس نے اس سے روگردانی کی اس سے انہوں نے اعلان براءت

تیسری فصل

دین اسلام کی معرفت :

جب تم نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور روزی عطا فرمایا ، اور وہی تنہا معبود برحق ہے جس کا کوئی شریک نہیں لہذا تمہارے لئے ضروری ہے تم صرف اس کی عبادت کرو اور تم نے یہ بھی جان لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اور ساری انسانیت کے طرف بھیجے ہوئے رسول ہیں ۔

اس لئے تمہارا اللہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اسی وقت معتبر سمجھا جائے گا جب تم دین اسلام کی صحیح معرفت کر کے اس پر ایمان لے آؤ اور اس کے مطابق عمل صالح کرو ، اس لئے کہ یہی وہ دین اسلام ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر سارے لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنے کو واجب قرار دیا ہے ۔

اسلام کی تعریف :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اسلام یہ ہے کہ تم (۱) اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (۲) اور نماز قائم کرو (۳) اور زکوٰۃ ادا کرو (۴) اور رمضان کے روزے رکھو (۵) اور حج بیت اللہ کرو اگر اس کے سفر کی استطاعت رکھتے ہو ۔ (بخاری و مسلم)

چنانچہ اسلام وہ عالمی دین و مذہب ہے جس کے اپنانے کا اللہ تعالیٰ نے سارے

سے محبت کے دعویداروں سے یہ فرمادیں کہ اگر تم لوگ واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کاملہ کرو ، اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا ، اور تمہارے گناہوں کو اس وقت معاف فرمائے گا جب آپ کی اطاعت اختیار کرو گے ۔

اور یہی وہ دین اسلام ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کی طرف لے کر مبعوث ہوئے ہیں اور ایسا مکمل دین و مذہب ہے جس کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور اپنے بندوں کے لئے اسی دین کو لازم و ضروری قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اس کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے ، اور اسی دین کی سارے انبیاء کرام نے بشارت دی تھی ۔

ارشاد خداوندی ہے :

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا المائدة: ۴

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ۔

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح :

یہ آیت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ اور سارے صحابہ کرام حج واداع کے موقع پر عرفات کے دن ذکر الہی اور دعا و مناجات میں مصروف تھے ، اور دین اسلام پھل اور پھول کر اپنے عروج پر تھا اور قرآن کریم کا نزول پایہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اپنے آخری دور میں تھی ، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ کو نازل کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں اس نے دین اسلام کو مکمل فرما دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو نبی کریم صلی اللہ

کیا ہے۔

اس سارے لوگوں کو خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کو چاہئے کہ اسلام کو قبول کر لیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اعتراف کر کے آپ کی شریعت کو اپنائیں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی پیرو کار ثابت ہوں، کیونکہ خود حضرت موسیٰ و عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کرام مسلمان تھے اور دین اسلام کی طرف سب کو انہوں نے دعوت دی ہے۔

اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اور تاقیامت کوئی شخص بھی اس وقت تک مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک آپ کی نبوت و رسالت کو دل سے قبول نہ کر لے اور آپ کی سنت و شریعت پر مکمل طور پر تاج واری نہ اختیار کرے اور آپ پر نازل کردہ کتاب قرآن کریم پر عمل پیرا نہ ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ

لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾ آل عمران

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اللہ بڑا بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح:

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

کلمہ شہادت کے کچھ معانی و مفہوم ہیں جس کا ہر مسلمان کا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور جو لوگ بغیر سوچے سمجھے اس کو صرف اپنی زبانوں سے دہراتے ہیں وہ صحیح معنوں میں اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

چنانچہ کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے معنی یہ ہیں کہ زمین و آسمان میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اسی کی ذات پاک تنہا معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ سارے معبود باطل ہیں۔

"الہ" کے معنی معبود کے ہیں، جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ کافر اور مشرک ہے اگرچہ اس کا معبود کوئی نبی یا ولی کیوں نہ ہو، اور اس دلیل سے کرتا ہو کہ وہ اس عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اور وسیلہ حاصل کر رہا ہے، کیونکہ وہ مشرکین جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا وہ بھی انبیاء اور اولیاء کی اسی دلیل کی وجہ سے عبادت کیا کرتے تھے، لیکن انکی یہ دلیل ایک باطل اور مسترد کی جانے والی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تقرب اور توسل حاصل کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ کسی اور کی عبادت کی جائے، اللہ تعالیٰ کا تقرب اور توسل تو اعمال صالحہ اور اس کے اسماء و صفات کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے جس کا خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے، جیسے نماز پڑھی جائے، روزے رکھے جائیں، صدقہ و خیرات کیا جائے حج کیا جائے، والدین کی خدمت کی جائے اور مومن بندہ اپنے بھائی کے لئے دعا خیر کرے وغیرہ۔

عبادت کی تفسیر :
عبادت کی بت سی تفسیریں ہیں ان میں سے چند قابل ذکر ہیں۔

علیہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن کے بعد تمام کر دیا ہے، اور اس کے بعد دین اسلام کو انکا دین بنا کر راضی ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور دین ناقابل قبول ہے، اور وہ دین اسلام جس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں وہ ایسا مکمل دین و شریعت ہے جو ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام قوموں کے لئے موزوں و مناسب ہے۔ وہ علم اور آسانی خیر و برکت، عدل و انصاف والا دین ہے، اور وہ پورے نظام حیات اور ذہنی و دینی کامیابی کا ایسا واضح اور سیدھا راستہ ہے جس میں ہر چیز کے سلسلہ میں واضح تعلیمات و مکمل رہنمائی پائی جاتی ہے، اور انسان کے ذہنی تقاضوں اور اخروی سعادت کے حصول کے لئے بہترین نظام حیات ہے۔

ارکان اسلام :

دین اسلام جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر مبعوث ہوئے ہیں کل پانچ رکنوں پر مشتمل ہے، جس پر ایمان لائے اور اس کے تقاضوں پر بغیر عمل کئے ہوئے کوئی شخص صحیح طور پر مسلمان نہیں ہو سکتا وہ پانچ رکن یہ ہیں۔

۱۔ اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا ۴۔ رمضان کے روزے رکھنا ۵۔ استطاعت

ہونے کے وقت حج بیت اللہ کرنا۔ (۱)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ڈھلی گئی ہے اسکی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور استطاعت کے وقت حج بیت اللہ کرنا، یہی وہ مسلم قرآن کریم سے دلائل کا ذکر قدرے تفصیل سے ہر رکن کی تشریح کے ضمن میں آئے گا۔

آپ کہہ دیجئے تم جن کو اللہ کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو
 ذرا ان کو پکارو تو کسی سو وہ نہ تم سے تکلیف دور ہی کر سکتے ہیں اور
 نہ (اسے) بدل سکتے ہیں۔

مزید ارشاد ہے :

”وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا“ الجن : ۱۸۔

اور جتنی مسجدیں ہیں (سب) اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ
 کسی اور کو مت پکارو۔

عبادتوں کی قسموں میں

۲۔ ذبح کرنا ، نذر ماننا ، نیاز پیش کرنا ہے۔

کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے لئے قربانی
 کرے یا نذر و نیاز پیش کرے ، جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا ، یا کسی صاحب
 قبر اور جنات کی رضا و خوشنودی کے لئے ذبح کیا تو اس نے غیر اللہ کی عبادت کی
 ہے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۳۷﴾
 لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۳۸﴾ الانعام

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری (ساری) عبادتیں اور میری
 زندگی اور میری موت (سب) جنانوں کے پروردگار اللہ ہی کے
 لئے ہیں ، کوئی اس کا شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور

(۱) دعا وہ اپنی ان ضروریات کو طلب کرنا جس کو پورا کرنے کی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی طاقت و قدرت نہیں رکھتا جیسے بارش برسانا ، مریض کو شفا عطا کرنا ، مصیبتوں کو ٹالنا اور دور کرنا جس کو ٹالنے کی کوئی انسان طاقت نہیں رکھتا ، جنت کا سوال کرنا ، جہنم سے پناہ طلب کرنا ، اولاد مانگنا ، رزق طلب کرنا ، چین و سکون چاہنا اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے نہیں طلب کی جاتی اور جس نے کسی مخلوق سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ وہ ان میں سے کسی چیز کا طلب گار ہوا اس نے اسکی عبادت کی ، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صرف اپنے سے مانگنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ دعا بھی عبادت ہے اور جس نے کسی غیر اللہ سے دعا کی وہ دوزخی ہوگا۔

چنانچہ ارشاد ہے :

” وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ”

المؤمن . ۶۰

اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے ازراہ تکبر اعراض کرتے ہیں ، عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے ۔

اور دوسری آیت میں یہ واضح فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو پکارتے ہیں وہ نفع و نقصان کچھ کے بھی مالک نہیں اگرچہ وہ انبیاء اور اولیاء ہوں ۔

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِي فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفِ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿۵﴾

الاسراء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ " میرے بجائے اللہ تعالیٰ سے فریاد طلب کرنا چاہیے"۔ طبرانی نے صحیح حدیث کے ضمن روایت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحیح حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں " جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو"۔ امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور جہاں تک ذیوی طور پر فریاد اور مدد طلب کرنے کا مسئلہ ہے تو صرف اسی انسان سے طلب کرنا جائز ہے جو زندہ اور موجود ہو۔

اور استعاذہ، یعنی پناہ طلب کرنا تو یہ صرف اللہ جل شانہ کے شایان شان ہے کسی بھی انسان سے خواہ فرشتہ ہو یا نبی ہو یا ولی ہو زندہ یا مردہ، پناہ طلب کرنا جائز نہیں ہے۔

غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کافر ہے جس کی تکذیب ضروری ہے۔ جس نے کسی چیز کی پیشگوئی کی اور اتفاق سے صحیح ثابت ہوئی تو وہ اتفاقیہ تصور کیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

" جو شخص کسی نجومی یا قیافہ شناس کے پاس حاضر ہوا اور اسکی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے جو چیز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی (قرآن) اس کی تکذیب کی"۔ امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

عبادت کی قسموں میں

(۴) توکل، رجاء، خشیت ہے۔

میں مسلمانوں میں سب سے پہلا ہوں .
 امام مسلم کی روایت کردہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
 ہے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو .
 جب کسی شخص نے یہ کہا کہ جب میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں فلاں کے لئے
 بطور نذر صدقہ کروں گا یا کچھ اور کروں گا ، تو یہ نذر، نذر شرک ہو جائے گی کیونکہ یہ
 نذر مخلوق کے لئے کی گئی ہے اور ایک عبادت ہونے کی وجہ سے کسی کے لئے جائز
 نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا چاہئے .
 اور جائز اور مشروع نذر یہ ہے کہ کوئی یہ کہے اگر فلاں کام ہو جائے گا تو میں اللہ
 تعالیٰ کے لئے بطور نذر صدقہ کروں گا یا کوئی اور عبادت کروں گا ، تو یہ نذر جائز ہے .
 اسی طرح عبادت کی قسموں میں

(۳) استغاثہ (۱) استغانت (۲) استعاذہ (۳) ہے .

لہذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہ فریاد کی جائے اور نہ مدد طلب کی جائے ،
 اور نہ پناہ طلب کی جائے .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ الفاتحہ : ۴ .

ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں .

مزید ارشاد ہے :

”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ“ الفلق : ۱-۲ .

آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں ، تمام مخلوقات کے شر سے .

(۱) فریاد کرنا (۲) مدد طلب کرنا (۳) پناہ طلب کرنا

جو کوئی اللہ کے ساتھ (کسی کی شریک کرے گا ، سو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا، اور اس کا ٹھکانا (دوزخ کی) آگ ہے اور (ایسے) عالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا .

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ یہ اعلان

کر دیں .
 قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿٣١﴾

العنکبوت آپ کہہ دیجئے کہ

میں تو بس تمہارے ہی جیسا بشر ہوں ، میرے پاس تو بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ، سو جو کوئی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے ، تو اسے چاہئے کہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے .

بعض علماء سوء نے ناخواندہ عوام کو دھوکہ میں کر رکھا ہے اور حقیقی توحید سے جو کہ دین اسلام کی بنیاد ہے بے خبر کر رکھا ہے اور بعض فروعی مسائل کی بحث چھیڑ کر ان کو الجھا کر رکھے ہوئے ہیں ، چنانچہ وہ علماء سوء شفاعت اور وسیلہ کے بحث کے در پردہ شرک کی دعوت دے رہے ہیں اور احادیث اور شرعی نصوص کی انتہائی ریک اور باطل تاویلیں کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہے ہیں اور اپنے بدعات و شریکات کو ثابت کرنے کے لئے احادیث موضوعہ اور شیطانی خواب و خیال پیش کرنے سے باز نہیں آتے ہیں جس کو انھیں غیر اللہ کی عبادت کرنے کے لئے بطور دلیل و ثبوت جمع کر رکھا ہے اور اس سلسلہ میں وہی طرز عمل اختیار کئے ہیں جو پہلے

توکل کے معنی یہ ہیں کہ انسان سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی پر توکل
و بھروسہ نہ کرے۔

رجاء ، یعنی امید کہ معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے۔
خشیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے خوف و خشیت نہ رکھے۔
لیکن بڑے افسوس کی بات کہ آج بہت سے اسلام کے دعویدار لوگ اللہ تعالیٰ
کی ذات و صفات میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں ، چنانچہ بہت سے زندہ لوگوں سے
مراویں مانگتے ہیں ، قبروں کا طواف کرتے ہیں اور ان سے مراویں پوری کرنے کی
درخواست کرتے ہیں ، یقیناً یہ اعمال غیر اللہ کی عبادت ہے اور انکا مرتکب مسلمان
نہیں ہو سکتا اگرچہ کلمہ گو ہو اور صوم و صلاہ کا پابند ہو۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِن أَشْرَكْتَ
لَيَجْبُطَنَّ عَمَّا كَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۱۵﴾ الزمر

اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کی طرف بھی اور جو آپ سے قبل گزر چکے
ہیں ان کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ (اے مخاطب)
اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل (سب) غارت ہو جائیگا اور تو خسارہ
میں پڑ کر رہے گا۔

مزید ارشاد ہے :

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
وَمَا أَوْلَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن أَنْصَارٍ ﴿۱۶﴾ المائدہ

قُلْ لِلَّهِ الشَّفَعَةُ جَمِيعًا اللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤١﴾ الزمر

آپ کہہ دیجئے شفاؤں تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے اسی کی
سلطنت آسمانوں اور زمین میں ہے ، پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر
جاؤ گے .

بدعت کا بیان :

بعض وہ چیزیں جسے اسلام نے بدعت قرار دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے صحیح احادیث میں اسکے ارتکاب سے منع فرمایا اور اس سے بچنے کا حکم
فرمایا ہے .

قبروں پر قبے تعمیر کرنا اور اسکو پختہ کرنا اور چراغاں کرنا ہے اور پھر وہاں نمازیں
پڑھنا اور دعائیں کرنا اور عرس ملانا اور مختلف قسم کی بدعات اور خرافات کرنا ہے .
ان سب چیزوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے روکا ہے ،
کیونکہ ان ہی چیزوں سے قبر پرستی اور مزید شریکات کے ابتدا ہوتی ہے .

یہاں پر بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جو لوگ بعض قبروں اور درگاہوں پر حاضری دیتے
ہیں انکا یہ عمل ایک طرح کا شرک باللہ ہے ، جیسے مصر میں بدوی اور سیدہ زینب
اور عراق میں شاہ عبدالقادر جیلانی اور اہل بیت کے قبروں پر اس غرض و غایت سے
حاضری دیتے ہیں کہ ان کی فریاد رسی ہوگی ، مرادیں پوری ہوں گی ، بعض علاقوں میں
تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ لوگ قبروں کا طواف کرتے ہیں اور صاحب قبر
کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں ، ظاہر ہے کہ ان کا یہ عقیدہ اور عمل گمراہ
مشرکوں کے صف میں لے جا کر کھڑا کر دیتا ہے اگرچہ نام نہاد مسلمان شمار کئے جائیں ،

کے مشرکین کئے ہوئے تھے .

وسیلہ کی حقیقت :

وہ وسیلہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس ارشاد سے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے .

وَإِنَّمَا إِلَهُ الْبَنِي الْوَسِيلَةَ الْمُنَادِي : ۲۵ .

اور اس کا وسیلہ تلاش کرو .

وہ توحید خالص اور اعمال صالحہ ہیں ، جیسے نماز ، روزہ ، صدقہ ، حج ، و جہاد امر بالمعروف ونہی عن المنکر ، اور صلہ رحمی ، وغیرہ .

اور مردوں سے مرادیں مانگنا ، اور مصیبتوں کے وقت فریاد طلب کرنا اور اس طرح سارے اعمال ، غیر اللہ کی عبادت میں شامل ہے .

شفاعت کا بیان :

انبیاء کرام اور اولیاء اللہ اور دوسرے مسلمانوں کی شفاعت جب اللہ تعالیٰ ان کو اسکی اجازت دیں گے ، ہم اسکے برحق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ شفاعت مردوں سے طلب کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ صرف اللہ جل شانہ کا حق ہے وہ اس کو حاصل ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اجازت مرحمت فرمادیں .

چنانچہ ایک صحیح العقیدہ موجد شخص اللہ تعالیٰ سے شفاعت طلب کرتے ہوئے یوں کہتا ہے " اے اللہ تعالیٰ تو اپنے رسول کو ہمارے لئے سفارش بناوے یا فلاں اپنے نیک بندے کو ہمارے حق میں سفارش کرنے والا بناوے " لیکن ہرگز یہ نہ کہے " اے فلاں شخص ہمارے لئے سفارش کروے " وغیرہ ، کیونکہ وہ مرجح ہے اور مردے کسی کی فریاد ری نہیں کرتے .

خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

عقیدت و محبت کا معیار حقیقی یہ ہے کہ ان کی سچی پیروی کی جائے اور آپ کے اسوہ پر گامزن رہا جائے اور ایک ایک سنت و شریعت کی چیزوں پر عمل کیا جائے، اور حقیقی مسلمان وہ ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے محبت تو کرتا ہے لیکن عبادت نہیں، اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے وہ بھی ایسی محبت جو اپنی اولاد، اور سارے جہاں سے زیادہ ہو۔

فرقہ ناجیہ :

مسلمان تعداد میں بکثرت ہیں لیکن درحقیقت وہ بہت کم ہیں، اسلام کی طرف انتساب کرنے والی جماعتوں کی تعداد سے فرقوں تک پہنچ چکی ہے جن کی مجموعی تعداد کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے، لیکن وہ صحیح العقیدہ، سچا مسلمان جو کہ عقیدہ توحید کا علمبردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا صحیح پیروکار ہے وہ صرف ایک جماعت ہے، اسی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

” یہودی اے فرقوں میں اور عیسائی سے فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور عقرب میری امت سے فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی، سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے صحابہ نے عرض کیا وہ کون سی جماعت ہوگی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا میں اور میرے صحابہ آج جس چیز پر ہیں ” بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جس چیز پر ہیں وہ یہ ہے کہ کلمہ توحید کی شہادت اور اسکے تقاضوں پر عمل کرنے کے بعد صرف اللہ جل شانہ ہی سے دعا کرے، اسی کے لئے ذبح کرے، اسی کے لئے نذر پوری کرے، اسی سے

نماز دروزے کی پابندی کرتے ہوں اور حج بیت اللہ سے فارغ ہو چکے ہوں اور لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنی زبانوں سے بار بار دہراتے ہوں ، کیونکہ جو لاالہ الا اللہ کے معنی نہیں سمجھتا اور اسکے تقاضوں پر عمل پیرا نہیں ہے اس وقت تک مومن حقیقی نہیں ہو سکتا جب تک اسکے مفہوم و معانی کو نہیں سمجھے اور اسکے مطابق عمل صالح نہ کرے۔ اور غیر مسلم جب اس کلمہ توحید کا اقرار کر لیتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے تاکہ اس کے مثالی کوئی چیز کا ارتکاب نہ کر لے جو اپنی سابقہ کفر و شرک کی زندگی میں کیا کرتا تھا ، جس طرح یہ جاہل لوگ مسلمان ہوتے ہوئے کرتے ہیں ۔

انبیاء کرام اور اولیاء اللہ (۱) ان حضرات سے اپنی براءت و بیزاری کا اظہار کریں گے جو ان سے دعائیں مانگتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اس لئے مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ توحید خالص اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے خواہ وہ نبی ہو یا ولی منع کریں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یا اولیاء اللہ سے عقیدت کے معنی یہ نہیں کہ انکی عبادت کرنے لگے کیونکہ یہ تو ان سے عداوت ہے بلکہ ان سے صحیح

(۱) اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید خالص اختیار کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیخ اور اطاعت گزار ہیں ، ان میں سے بعض لوگوں کی معرفت ان کے علم و فضل اور جلا و فیروہ سے ہو جاتی ہے اور کچھ لوگوں کی معرفت نہیں ہو جاتی ، اور جن لوگوں کی معرفت ہو جاتی ہے وہ یہ نہیں چاہتے کہ لوگ ان کی تعظیم و تکریم کریں اور اپنی ولایت کا دعویٰ بھی نہیں کرتے ، بلکہ وہ اپنے آپکو گنہگار سمجھتے ہیں انکا کوئی مخصوص لباس اور مخصوص پیمت نہیں ہوتی ہے وہ تو پوری طرح سے شیخ منت ہوتے ہیں اور ہر وہ مسلمان جو موحد اور شیخ منت ہو توہ اپنی طاعت و عبادت کے ہر درجہ ولایت کے مستحق ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مخصوص لباس وغیرہ لے کر منصب ولایت کے دعویدار ہو جاتے ہیں وہ حقیقت میں ولی نہیں بلکہ دھوکہ باز ہیں ۔

سے کرتا ہے، اور جب تحقیقی طور پر پر کسی کا لب اہل بیت سے ثابت ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کی توحید خالص میں پیروی کرے اور گناہوں سے پرہیز کرے اور اس کا ہرگز موقع نہ دے کہ لوگ اسکی قدم یوسی کریں عزت و عظمت میں مبالغہ آرائی کریں اور اپنے آپ کو لباس و پوشاک کی تراش و خراش میں نمایاں رکھے کیونکہ یہ سب چیزیں خلاف سنت ہیں، صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز و مکرم وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

حکمرانی اور قانون سازی صرف اللہ کا حق ہے :

کلمہ شہادت " لا الہ الا اللہ " کے اقرار و اعتراف کے بعد اسکا بھی ایمان و یقین رکھنا ضروری ہے کہ حکمرانی اور قانون سازی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ ایسا قانون بنائے جو قانون الہی سے متصادم ہو، اسی طرح کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے خلاف فیصلہ کرے اور نہ خلاف شریعت فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم ہو، اور اسی طرح جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے کوئی شخص حلال کر دینے کا مجاز نہیں، یا جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اسے حرام قرار دے دے، جس شخص نے اس حلال و حرام کی ہوئی خداوندی فیصلوں کی خلاف ورزی یا اسے قابل قبول تصور کیا اور راضی رہا تو اس نے ایک طرح سے کفر کا ارتکاب کیا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ عِلْمًا فَقَدْ جَاءَ لَكُمْ الْكَافِرُونَ ﴿١٠٠﴾
اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ

فریاد طلب کرے اور اسی سے مدد طلب کرے اور اسی سے پناہ طلب کرے، اور یہ عقیدہ رکھے نفع و نقصان پہونچانے کی طاقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے اندر نہیں، اسی طرح اسلامی سارے فرائض و واجبات کو بحسن و خوبی انجام دے، اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں، نازل کردہ آسمانی کتابوں، بھیجے ہوئے رسولوں، دوبارہ اٹھنے اور حساب و کتاب، جنت و جہنم، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان و یقین رکھے، اور قرآن و سنت کی بالادستی قبول کرتے ہوئے اپنے سارے فیصلے اسی کی روشنی میں کرائے اور اس کے سامنے سر تسلیم ہو جائے، اور اللہ والوں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے نفرت کرے، اللہ کے دین پھیلانے کی کوشش کرے، اور جہاد فی سبیل اللہ میں بھرپور حصہ لے، اور نیک مسلمان حکمرانوں کی جب وہ امر بالمعروف کریں تو اطاعت کرے، اور جہاں کہیں بھی ہو حق بات کہنے میں جھجک نہ محسوس کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اہل بیت سے محبت و عقیدت رکھے، اور صحابہ کرام سے محبت و عظمت کا اعتراف کرے، اور ان کے حسب درجات و مراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے باہمی طور پر فوقیت اور فضیلت کا اعتراف کرے اور سبھی سے اپنی رضا اور عقیدت کا اظہار کرے، ان کے درمیان باہمی مشاجرات کو نظر انداز کرے، اور ان منافقین اور منکرین کی باتوں کی طرف توجہ نہ دے جسے انہوں نے ان پاک نیت لوگوں کے خلاف کھپڑا چھلانے مسلمانوں میں اختلاف کرنے کے لئے گھڑا ہے جو بعض تاریخی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

اور جو لوگ اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہوئے "سید" لکھتے ہیں انہیں اپنے شجر نسب پر اچھی طرح نظر ثانی بلکہ تحقیق کر لینا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر لعنت بھیجتا ہے جو اپنا انتساب اپنے اباؤں و اجداد کے علاوہ کسی اور

اور اسلامی عقائد کو ان کے سامنے اچھی طرح بیان کرے تاکہ وہ اسے قبول کر لیں ، اور اگر وہ دین حق کے قبول کرنے سے انکار کریں اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے سامنے سر تسلیم خم نہ ہوں تو ان سے اعلان جہاد کر دیا جائے تاکہ کفر و شرک کے فتنوں کا قلع قمع ہو جائے اور دین اسلام کا بول بالا ہو جائے .

کلمہ توحید " لا الہ الا اللہ " کے اس عظیم مفہوم اور مطلب کا ہر مسلمان کو جاننا اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ حقیقی طور پر مسلمان ہو جائے .

شہادت " رسالت " کا معنی :

چنانچہ کلمہ توحید کے دوسرے جز کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں کہ معنی یہ ہیں ہم اسکا اعتقاد و علم رکھیں کہ جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ساری السائت کی طرف رسول بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں ، وہ ایسے برگزیدہ بندے ہیں جنکی عبادت نہیں کی جاسکتی اور جلیل القدر رسول ہیں جن کی تکذیب نہیں کی جاسکتی ، بلکہ آپکی اطاعت و اتباع کرنا ضروری اور واجب ہے ، چنانچہ جس نے آپکی اطاعت و اتباع کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے آپکی نافرمانی کی جہنم رسید ہوگا .

ہم سب کو اسکا بھی عقیدہ و یقین رکھنا چاہیے کہ ہماری اسلامی شریعت خواہ ان عبادات کے قبیل سے ہو جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا مختلف شعبہ ہائے زندگی کے عدالتی اور قانونی نظام کا ہو ، یا حلال و حرام کا مسئلہ ہو ، یہ تمام کی تمام چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہیں ، کیونکہ آپکی ذات ایسے رسول کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام و شریعت کو انسان تک پہنچا دیا ہے ، لہذا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کرے تو یہی لوگ تو کافر ہیں۔

انبیاء کرام کے بخت کے اغراض و مقاصد :

توحید کی دعوت : انبیاء کرام کی بخت کا مقصد اور انکی سب سے عظیم الشان ذمہ داری " کلمہ توحید لا الہ الا اللہ " کی دعوت اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونا ہے اور وہ صرف خدائے واحد کی عبادت ہے اور سارے معبودان باطل کی عبادت اور انکے قوانین سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے اور شریعت خداوندی کے سامنے سر تسلیم ہو جانا ہے۔ جو شخص قرآن کریم کا مطالعہ خود و تندر سے کرتا ہے اس کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ جن باتوں کی طرف ہم نے وضاحت سے بیان کیا ہے وہی حق اور کتاب و سنت کے موافق ہیں اور مزید اس کو یہ بھی علم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے تعلقات خود اسکی ذات پاک اور ساری دوسری مخلوقات سے ایک خاص قسم کے حدود و ضوابط مقرر فرمائے ہیں تاکہ ان حدود سے وہ تجاوز نہ کرے۔

چنانچہ اپنے تعلقات کو ایک مومن بندے سے اس طرح استوار اور باقی رکھنے کا حکم دیا ہے کہ عبادت کی ساری قسمیں صرف اس ذات پاک کے لئے مخصوص کی جائیں اور کسی دوسرے مخلوق کے لئے کسی طرح کی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ عبادت نہ کی جائے، اسی طرح انبیاء کرام اور نیک و صالح بندوں سے محبت اور عقیدت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع سمجھی جائے اور انکی اقتدا اس کے بتائے ہوئے اصول اور طریقوں سے کی جائے۔

اسی طرح کافروں اور مشرکوں سے بغض و عداوت اس وجہ سے رکھی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض و نفرت کرتا ہے اور ان کو دین اسلام کی طرف دعوت دے

دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر یہ فرما رہے ہیں کسی شخص کا اس وقت تک اللہ اور رسول اللہ پر ایمان معتبر اور صحیح نہیں ہو سکتا جب تک باہمی اختلافات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ نہ کرائے اور پھر اس فیصلے کو تسلیم کر لے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے " جو شخص ایسا عمل کرے جو ہمارے دین و شریعت کے مطابق نہیں وہ ناقابل قبول ہے " رواہ مسلم وغیرہ۔

خلاصہ کلام :

جب تم نے کلمہ توحید و رسالت کے معنی اچھی طرح جان لیا اور تم کو اس کا بھی اندازہ ہو گیا کہ یہ عظیم الشان کلمہ اسلام کی کنجی اور اسکی بنیاد ہے جس پر سارے اسلام کا دار و مدار ہے تو تم کو صدق دل سے اس کلمہ پر ایمان و یقین رکھنا چاہیے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہیے تاکہ سعادت دارین نصیب ہو ، اور مرنے کے بعد عذاب الہی سے محفوظ رہ سکو ، اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ کلمہ توحید و رسالت کے معنی سارے اسلامی فرائض اور واجبات پر عمل کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ان عبادات کو اس لئے فرض فرمایا ہے کہ وہ اخلاص اور صدق دل سے اس کو بجالائیں اور جس شخص نے ان پر عمل نہیں کیا اور بغیر شرعی عذر اسے چھوڑ دیا تو اس کا شہادت توحید و رسالت معتبر و مقبول نہیں ہے۔

اسلام کا دوسرا رکن " نماز " کا بیان :

اسلام کا دوسرا عظیم الشان رکن نماز ہے وہ دن و رات میں پانچ وقت کی نماز اللہ

لائے ہوئے دین و شریعت کے علاوہ کسی اور دین و شریعت کو قبول کرے .

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الحشر : ۶ .

اور جو کچھ رسول تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ تمہیں روک دیا رک جایا کرو .

دوسری جگہ ارشاد ہے :

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِي شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِهِمْ لَّا يَجِدُوا لَكَ يُجَادُونَ وَأَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۶۵﴾ النساء

سو آپ کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس بھگڑے میں جو ان میں آپس میں ہو ، آپ کو حکم نہ بنالیں اور پھر جو فیصلہ آپ کریں اس سے اپنے دلوں میں ہلکی نہ پائیں اور اس کو پورا پورا تسلیم کر لیں .

مذکورہ آیتوں کی تشریح :

اللہ تعالیٰ پہلی آیت کریمہ میں مسلمانوں کو یہ حکم فرما رہے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام چیزوں میں اطاعت و اتباع کریں جو وہ انہیں حکم دیں اور ان تمام چیزوں سے رک جائیں جن سے وہ منع کریں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں .

کہ دین کو اسی کے لئے خالص رکھیں یکسو ہو کر ، اور نماز کی پابندی رکھیں ، اور زکوٰۃ دیا کریں ، یہی طریقہ ہے (ان) درست دین کا ۔

مذکورہ آیتوں کی اجمالی تشریح :

پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نماز مسلمانوں پر ایک لازمی فریضہ ہے ، ان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مقررہ اوقات میں ادا کی کریں ۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرمایا ہے کہ جس عظیم مقصد کے تحت انسان کو پیدا فرمایا اور ان پر اپنے احکام صادر فرمائے وہ یہ ہے کہ لوگ اسی کی تنہا عبادت کریں اور خالص عبادت اسی کا حق سمجھیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ محتاجوں میں تقسیم کریں ۔

نماز تمام مسلمانوں پر فرض ہے چاہے حالات کیسے ہوں ، چنانچہ خوف اور مرض کی حالت میں حسب استطاعت نماز ادا کرے اگر کھڑے ہو کر استطاعت رکھتا ہو تو کھڑے ہو کر پڑھے ورنہ بیٹھ کر اگر اسکی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر اور اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اپنی آنکھ کے اشارے یا دل کی توجہ سے ادا کرے ۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز چھوڑنے والے مردوں و عورتوں کو مسلمان نہیں قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے " ہمارے اور کافروں کے درمیان فرق نماز کا ہے جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا " (حدیث صحیح) ۔

وہ پانچ نمازیں جو فرض ہیں یہ ہیں فجر ، ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ۔ نماز فجر : کا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع شمس تک رہتا ہے اور بالکل آخری وقت میں پڑھنا مکروہ ہے ۔

تعالے نے اس امت پر فرض فرمایا ہے تاکہ ایک مسلمان بندے اور اس کے خالق و مالک پروردگار کے ہمین ایک تعلق قائم رہے ، اس کے حضور میں مناجات کرے اور اس کے جناب میں خوف و خشیت سے دعائیں کریں اور اس کو بے حیائی اور برائیوں سے باز رکھے جس کے بدولت اسے ایسی قلبی اطمینان و سکون اور جسمانی آرام و راحت نصیب ہو کہ اس کی ذہنی و اخروی سعادت میسر ہو جائے .

چنانچہ اللہ تعالیٰ نماز کی ادائیگی سے قبل جسمانی اور کپڑوں و جائے نماز کی طہارت لازمی قرار دی ہے ، لہذا ایک مسلمان نماز پڑھنے سے پہلے پاک و صاف پانی سے اپنے بدن کو ظاہری نجاستوں سے پاک و صاف کرتا ہے دوسری طرف اپنے دل و دماغ کو باطنی بیماریوں سے صاف و شفاف کرتا ہے .

نماز دین اسلام کا ایک عظیم ستون ہے اور شہادت توحید و رسالت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے ایک مسلمان کے لئے بالغ ہونیکے بعد مرتے دم تک اسکی پابندی سے ادائیگی ضروری ہے ، اسی طرح اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اسکی تطہیم و تربیت دینا ضروری ہے تاکہ اسکی عادت پڑ جائے .

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ﴿۴۳﴾ النساء

بیٹھک نماز تو ایمان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے .

دوسری جگہ مزید ارشاد ہے :

وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقِيَامَةِ ﴿۱۰۲﴾ البقرہ

حالانکہ انھیں بھی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی ہی عبادت اس طرح کریں

سے وضو کرے ، اور وضو کی نیت زبان سے نہ کرے اس لئے کہ نیت دل کا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے نیت نہیں ادا فرمائی ہے .
وضو کا طریقہ :

دونوں ہاتھ دھوئے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور اسے صاف کرے پھر پورے چہرے کو دھوئے اسکے بعد کہنہوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھوئے جسے دابھنے طرف سے شروع کرے پھر پورے سر کا مسح کرے پھر کانوں کا بھی مسح کرے ، پھر آخر میں ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے جسے دابھنے طرف سے شروع کرے .
جب کوئی شخص طہارت کے بعد بیہوش ہو جائے ، یا پیشاب و پاخانہ اور ہوا کا اخراج ہو جائے یا نیند سے سو جائے تو اسے نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ طہارت حاصل کرنا ضروری ہے .

اسی طرح اگر کسی مرد یا عورت کو سونے یا جاگنے میں شہوت سے منی نکل آئے تو پوری طرح غسل کرنا چاہیے ، اور عورت جب حیض و نفاس کے ایام سے فارغ ہو تو اس پر بھی غسل کرنا واجب ہے کیونکہ حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور طہارت حاصل ہونے تک اس پر نماز فرض نہیں ہوتی ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو رخصت دیتے ہوئے اسکی قضاء بھی ضروری قرار نہیں دی ہے ، اسکے علاوہ دوسرے اعدار کے وقت اگر نماز وقت پر ادا نہیں کی تو اسکی قضاء کرنا واجب ہے .
نیعم کا طریقہ :

جب وضو یا غسل کے لئے پانی نہ ملے ، یا پانی کے استعمال سے بيمار ہو جائے یا

نماز ظہر: کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کسی چیز کا سایہ ایک مثل ہو جائے۔

نماز عصر: کا وقت ، وقت ظہر کے اختتام سے غروب آفتاب تک رہتا ہے آخری وقت میں پڑھنا مکروہ ہے ، اس وقت پڑھنا مسنون جب سورج خوب روشن ہو۔

نماز مغرب: غروب آفتاب سے غروب شفق ابیض تک رہتا ہے اس کو بھی آخری وقت میں پڑھنا مناسب نہیں ہے۔

نماز عشاء: کا وقت مغرب کے اختتام سے شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے اسکے بعد تاخیر نہیں کی جاسکتی۔

اگر کسی شخص نے ایک وقت کی نماز کو بھی بغیر کسی شرعی عذر کے تاخیر سے ادا کیا تو اس نے بت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اسے توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ﴿ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿

﴿ الَّذِينَ هُمْ يُكْرَهُونَ ﴿ الماعون: ۲-۶۔

سو بری خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لئے ، جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھے ہیں (اور) جو ایسے ہیں کہ ریا کاری کرتے ہیں۔

نماز کے احکام و مسائل:

نماز کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلی شرط طہارت ہے۔

طہارت: جب کوئی مسلمان نماز پڑھنا چاہتا ہو تو اسے سب سے پہلے اپنے جسم کو پیشاب اور دوسری نجاستوں سے خوب اچھی طرح پاک و صاف کرے پھر مسنون طریقے

اس کے بعد سورہ فاتحہ یوں پڑھے .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳﴾ مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴﴾
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْذُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۶﴾
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ﴿۷﴾

(ساری) تعریف اللہ کے لئے ہے وہ سارے جہاں کا پروردگار اور
رحمن اور رحیم ہے ، (وہ) مالک روزِ جزا ہے ، ہم بس تیری ہی
عبادت کرتے ہیں اور بس تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہمیں سیدھا
راستے کی ہدایت عطا فرما ، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام
کیا ہے ، نہ ان لوگوں کا (راستہ) جو زیرِ غضب آچکے ہیں اور نہ بھٹکے
ہوں .

اس پوری سورت کو عربی الفاظ میں تلاوت کرنا ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی الفاظ
کو کہتے ہیں اور ترجمہ اسکے مفہوم و معنی کا ہوتا ہے پھر " اللہ اکبر " کہتے ہوئے
رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں نمازی اپنے سر اور پیٹھ کو جھکائے اور اپنے دونوں
ہتھیلیوں کو گھٹنے پر رکھ لے اور " سبحان ربی العظیم " کہے ، پھر " سمع
اللہ لمن حمدہ " کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور " ربنا ولك الحمد " کہے پھر
اللہ اکبر کہتے ہوئے اس طرح سجدہ کرے کہ اسکے دونوں پیر کی انگلیاں اور گھٹنے اور
دونوں ہاتھ اور چہرہ و ناک زمین پر ہوں اور سجدے میں " سبحان ربی الاعلیٰ "

” تیمم کی نیت کر کے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر انھیں جھاڑ دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے ” پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مٹی پر مار کر بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچا ہوا کہنی تک لے جائے پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے کھینچا ہوا لائے ، اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کی جانب کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھرے ، پھر اسی طرح دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھرے ، پھر انگلیوں کا خلال کرے ، اس طرح وہ طہارت حاصل کر سکتا ہے ۔
یہ تیمم حیض و نفاس سے طہارت حاصل کرنے نیز وضو اور غسل کے وجوب کے بعد پانی نہ ہونے اور خوف یا مرض کی حالت میں کیا جا سکتا ہے ۔

نماز پڑھنے کا طریقہ :

نماز فجر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ نمازی عورت و مرد جہاں کہیں بھی ہو ، اپنے تمام اعضاء سمیت دل سے نماز فجر کا ارادہ کرتے ہوئے قبلہ کی طرف متوجہ ہو ، زبان سے کسی قسم کی نیت نہ کرے اور سجدے کی جگہ پر نظریں جما کر ” اللہ اکبر ” کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہے اور پھر یہ دعا پڑھے ۔

” سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى

جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ”

اے خدا ، تو پاک ہے ، تعریف تیرے لئے ہے اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ۔

پھر ان چار چیزوں سے پناہ مانگے .

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ
جَهَنَّمَ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِيحِ الدَّجَالِ “

اے اللہ میں عذاب قبر اور عذاب دوزخ اور موت و حیات اور

سیخ دجال کے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں .

پھر جو دعائے مسنون اچھی لگے اسے پڑھنے کا اختیار ہے پھر دائیں ، بائیں
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ککر سلام پھیرے ، اس طرح فجر کی نماز
ادا ہو جائے گی .

اگر چار رکعت والی صبح ، عصر ، عشاء کی نماز ہو تو دو رکعتیں بعینہ اسی طرح
پڑھی جائیں گی جس طرح فجر کی دو رکعت پڑھی گئی ہیں ہاں تشہد کے بعد سلام
پھیرنے سے پہلے ” اللہ اکبر ” ککر کھڑا ہو جائے اور پہلی دو رکعتوں جیسی دو رکعتیں
مزید پڑھے اور اسکے بعد یعنی چوتھی رکعت میں تشہد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر
دروود پڑھے اور دعا کر کے دونوں طرف سلام پھیرے .

اگر تین رکعت والی مغرب کی نماز ہو تو پہلی دو رکعتیں بالکل ویسے ہی پڑھے جس
طرح فجر کی ادا کی گئی ہے ہاں دوسری رکعت میں تشہد کے بعد اللہ اکبر ککر کھڑا
ہو جائے اور تیسری رکعت پہلی دو رکعتوں جیسی ادا کرے پھر رکوع و سجدہ کر کے
دوسرے قعدہ کے لئے بیٹھ جائے اور تشہد اور درود و سلام و دعا پڑھ کر دائیں و بائیں سلام
پھیرے .

اور اس طرح مغرب کی نماز ادا ہو جائے گی ، نماز کے لئے یہ افضل ہے کہ

کے ، پھر " اللہ اکبر " ککر بیٹھ جائے اور " ربی اغفر لی " کے ، پھر " اللہ اکبر " کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے اور " سبحان ربی الاعلیٰ " کے ، اور پھر " اللہ اکبر " کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے جس طرح پہلی رکعت میں کی تھی ، پھر " اللہ اکبر " ککر رکوع کرے اور پھر اٹھکر سجدہ کرے اور سجدہ سے اٹھکر دوبارہ سجدہ کر کے بیٹھ جائے اور وہی تسبیحات سجدہ میں کہے جو پہلی رکعت میں کہی تھی پھر یہ پڑھے ۔

" السَّجَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ "

تمام قبلی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں (یا تمام ادب و تعظیم کے کلمات ہماری نمازیں اور تمام صدقات) سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر ، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدمے اور رسول ہیں ، اے اللہ : تم محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت فرمائی تو محمد و ستائش کے لائق ہے اور بزرگی والا ہے ۔

اور مستون دعائوں و ذکر اذکار کو بحسن و خوبی نماز کے دوران اپنے مواقع پر کرتا رہے ،
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز کو اپنی یاد کے لئے فرض فرمایا ہے .

نماز جمعہ کا طریقہ :

جمعہ کے دن سارے مسلمان دوگانہ جمعہ کی نماز ادا کریں جس میں امام دونوں رکعتوں میں قراءت باواز بلند کرے جس طرح فجر کی نماز ادا کی جاتی ہے ، اور نماز سے پہلے دو خطبہ دے جس میں مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرے اور دینی مسائل کی وضاحت کرے ، اور سارے مسلمانوں کو نماز جمعہ میں حاضری واجب ہے کیونکہ یہ نماز ظہر کے قائم مقام ہو جاتی ہے .

زکوٰۃ کا بیان :

اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے ، اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب نصاب مسلمان کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے جو سال میں ایک دفعہ ایسے غریبوں اور مسکینوں کو دی جائے جو بذات خود صاحب نصاب نہ ہوں اور جس کے مصارف کا خود قرآن نے وضاحت سے تذکرہ کیا ہے .

سونا ، چاندی ، و مال تجارت کا نصاب :

جب کسی شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ، یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکے مساوی کسی طرح کی کرسی ، یا سامان تجارت یا گودام میں رکھے ہوئے مختلف قسم کے مال ہوں اور اس پر پورے ایک سال گزر جائیں تو وہ صاحب نصاب ہو جائے گا

رکوع اور سجدے کی تسبیحات کو متعدد بار پڑھے .

نماز باجماعت کی اہمیت :

مردوں کو ان پانچوں وقت کی نمازوں کو مسجد میں باجماعت ادا کرنا واجب ہے انکی امامت ایسا شخص کرے جو قرآن کریم کی قراءت قواعد تجوید کے مطابق کرنا جانتا ہو اور نماز کے مسائل کا علم اور بذات خود نیک ورین دار ہو .

امام فجر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کی دو رکعتوں میں رکوع سے پہلے باواز بلند قراءت قرآن کرے ، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے لوگ اسکی قراءت سنیں . عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پردہ لٹھیں ہو کر نماز ادا کریں اور سوائے چہرہ کے سارے جسم کو ڈھاکے رکھیں کیونکہ اسکے سارے جسم میں پردہ ہے اور مردوں سے علیحدہ ہو کر نماز ادا کرے کیونکہ اس سے فقہ کا اندیشہ ہوتا ہے .

جب کوئی عورت مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا چاہتی ہے تو اس کو اس شرط پر اجازت دی جائے گی کہ پردہ میں اور بغیر خوشبو وغیرہ استعمال کئے مسجد جائے اور اسکی صف مردوں سے پیچھے حجاب کے ساتھ ہو تاکہ لوگ فقہ میں نہ پڑیں نمازی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نمازوں کو انتہائی خشوع اور خضوع اور دل جمعی سے ادا کریں اور سارے ارکان ، رکوع ، سجدے ، قیام و قعود کو اطمینان و سکون سے ادا کرے ، اور ادھر ادھر نظروں کو نہ گھمائے اور کسی طرح کی کوئی گفتگو حالت نماز میں نہ کرے (۱)

(۱) جب کوئی شخص کسی اہم چیز کی جانب توجہ دلا چاہا ہے تو " سبحان اللہ " کے اسی طرح معنی امام کو اسی کلمہ سے منہ کر سکتا ہے اور عورت بھی بجا کر کسی اہم جانب متوجہ کر سکتی ہے کیونکہ کوز نکالنے میں فقہ کا اندیشہ ہے .

پوری ہوتی ہیں ، جس سے باہمی طور پر محبت اور تعلق میں اضافہ ہوتا ہے اور اسلامی اخوت استوار ہوتی ہے .

اسلام نے اجتماعی تعاون اور مسلمانوں کے مابین مالی امداد اور فقراء و مساکین کی کمالات کو صرف زکوٰۃ کے اندر ہی محدود و محصور نہیں کر دیا ، بلکہ دیگر بہت سے مواقع پر مال داروں کو فقراء و مساکین کی امداد اور انکی ضروریات کو پوری کرنے کی ترغیب دلاتی ہے اور انکو مختلف انداز سے ابھارا ہے کہ وہ فقراء و مساکین کا دل کھول کر تعاون کریں اور ان کا حق اپنے اموال میں یقینی تصور کریں ، چنانچہ قحط سالی ، قدرتی حادثات ، دوسری پریشانیوں کے وقت مدد کرنے کی بھی فضیلت بیان کی ہے ، اسی طرح صدقہ فطر ، قسم کا کفارہ ، (۱) نذر پوری کرنا ، صدقہ جاریہ ، نفعی صدقات ، اسی طرح کے مختلف انداز و طریقوں سے فقراء و مساکین پر خرچ کرنے اور ان کے تعاون کے طرف توجہ دلائی ہے .

روزہ کا بیان :

اسلام کا چوتھا رکن ماہ رمضان کے روزے ہیں وہ ماہ ہجری کا نواں مہینہ ہے ، روزہ رکھنے کا طریقہ یہ ہے .

مسلمان صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے کچھ سحری کھا کر روزہ رکھنے کی نیت کر لے اور پھر سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے رکا رہے اور پھر غروب شمس کے بعد انظاری کرے اور اسی طرح پورے ماہ رمضان کے روزے رکھتا رہے .

(۱) قسم کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا کپڑا عطا کرے اگر نہ پیر ہو تو تین دن روزہ رکھے .

اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی اس پوری مالیت کا چالیسواں حصہ (دھالی فیصد) نکالنا ضروری ہوگا۔

پھل و اناج کا نصاب :

جب مختلف قسموں کے پھل اور غلے عین سو صاع کی تک پہنچ جائیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے جب یہ فصلیں بغیر محنت و مشقت پیدا ہوں تو اس پر دس فیصد زکوٰۃ نکالنا واجب ہے اور اگر محنت و مشقت سے اسکی کاشتکاری اور سہائی کی جائے تو اس پر پانچ فیصد نکالنا واجب ہے اور پھلوں اور غلوں پر زکوٰۃ کی ادائیگی ہر فصل پر ہے ، اگر سال میں دو یا تین بار فصلیں آتی ہیں تو ہر دفعہ زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔ جانوروں کا نصاب :

اونٹ ، گائے ، بکری وغیرہ کے نصاب کا تذکرہ اور اسکی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں وہاں اسے بوقت ضرورت مطالعہ کر لینا چاہیے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿١٠﴾

حالانکہ انھیں یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ دین کو اسی کے لئے خالص رکھیں یسوا ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں ، یہی طریقہ ہے (ان) درست مضامین کا۔

زکوٰۃ کے فوائد :

مال زکوٰۃ کی ادائیگی سے فقیروں اور مسکینوں کی دلداری ہوتی ہے اور انکی ضروریات

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (اس میں) کھلے ہوئے (دلائل ہیں) ہدایت اور (حق و باطل) امتیاز کے، سو تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے، لازم ہے کہ وہ (مہینہ) روزہ رکھے، اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو (اس پر) دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے)، اللہ تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے اور تمہارے حق میں دشواری نہیں اور یہ (چاہتا ہے) کہ تم شمار کی تکمیل کر لیا کرو اور یہ کہ اللہ کی برطانی کیا کرو اس پر کہ تمہیں راہ بتا دی، عجب نہیں کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

روزے کے مسائل :

ماہ رمضان کے روزے کے وہ مسائل جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث شریفہ میں بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند درج ذیل کی جاتی ہیں۔

جو شخص مریض یا مسافر ہو اس کو ماہ رمضان میں روزے نہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن رمضان کے بعد دوسرے ایام میں اس کی قضاء کرنا واجب ہے۔

اسی طرح حیض و نفاس والی عورت کا روزہ رکھنا صحیح نہیں بلکہ اس سے فراغت کے بعد ان ایام کی قضاء کرنا واجب ہے، اسی طرح حاملہ یا دودھ پلانی والی عورت جب اپنے لئے یا بچے کے کسی نقصان کا خطرہ محسوس کرے تو ان کو بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے دوسرے ایام میں اس کی قضاء کرنا واجب ہے۔

اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

روزے کے مقاصد اور فوائد :

ماہ رمضان کے روزے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہوتی ہے کہ مسلمان محض اسکی فرما برواری اور اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کھانا ، پینا اور ساری خواہشات نفسانیہ کو چھوڑ دیتا ہے ، تاکہ اسکے اندر تقویٰ کی صفت پیدا ہو . اسی طرح روزہ رکھنے میں بے شمار طبی معاشی ، اجتماعی فوائد مضمر ہیں جس کا اندازہ صرف روزہ دار ہی کر سکتے ہیں ، اور اسکی حلاوت مومن ہی محسوس کر سکتا ہے .

ارشاد ربانی ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۵﴾ البقرہ

اے ایمان والو ، تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر
فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں ، جب نہیں کہ تم
متقی بن جاؤ .

مزید آگے ارشاد ہے :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ
مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا
يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِيُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِيُكَبِّرُوا اللَّهَ
عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۶﴾ البقرہ

صرف اللہ تعالیٰ کی بعینہ اسی طرح عبادت ہے جیسا کہ اس نے ہمیں حکم فرمایا ہے اس سے خانہ کعبہ یا مقامات مقدسہ کی بذات خود عبادت مقصود نہیں ہے کیونکہ نہ تو ان کی عبادت کی جاتی ہے اور نہ ان کے اندر نفع و نقصان پہنچانے کی صلاحیت و طاقت ہے ہم تو اس خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں جو نفع و نقصان پہنچانے کی تمنا طاقت رکھتا ہے ، اگر اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ اور طواف خانہ کعبہ کا حکم نہ دیا ہوتا تو کسی مسلمان کے لئے اسکا طواف اور وہاں کا سفر جائز نہ ہوتا ، کیونکہ عبادت اپنی رائے مرضی سے نہیں کی جاتی بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جو اس کے قرآن کریم میں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و سنتوں سے ثابت ہے .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ﴿۱﴾

اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کے لئے اس مکان کا (یعنی)
اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو ، اور جو
کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے . (۱)
اسی طرح عمرہ ہر مستطیع مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ واجب ہے چاہے وہ حج
کے دوران کرے ، یا مستقل سفر کر کے کسی وقت چلا جائے .

(۱) اور جو بعض جاہل لوگ درگاہوں کی زیارت حج کی نیت سے کرتے ہیں وہ ہر امر گمراہی اور اللہ اور رسول کے فرمانوں کی
کالت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بافہمہ سفر کر کے ان میں مسجدوں کے طواف کریں اور نہ جایا کرو ،
مسجد حرام ، میری مسجد ، اور مسجد انصی" .

نے اس امت کی طرف سے بھول چوک ، زبردستی کئی چیزوں کو معاف فرمادیا ہے ۔
البتہ اگر کھانے کے دوران یاد آجائے تو منہ میں جو چیز ہو باہر نکال دے ۔

حج کا بیان :

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے یہ فریضہ زندگی میں ایک مرتبہ فرض ، اسکے علاوہ جتنی بار مزید کرے تو اس کی طرف سے نفل اور باعث اجر و ثواب ہوگا ۔
حج کے فوائد :

اول : یہ کہ اللہ تعالیٰ کی روحانی اور جسمانی دہائی عبادت ہے ۔
دوم : سارے عالم کی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہے جو ایک جگہ اور ایک جیسے لباس و پوشاک میں اور خدائے واحد کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں جہاں امیر غریب ، شاہ و گدا ، کالے و گورے کے فرق کو ختم کر کے بھائی بھائی جیسے ہو کر رہتے ہیں ، اور سبھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔
سوم : مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مسلمانوں میں تعارف اور ملاقات ہوتی ہے ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں پھر باہمی طور پر تعاون و مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔

چہارم : اس عظیم الشان اجتماع سے میدان حشر کی یاد تازہ ہوتی ہے جہاں سارے لوگ ایک ہی جگہ حساب و کتاب کے لئے جمع ہوں گے ، جس سے ان کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور یوم آخرت کے لئے اعمال صالحہ کا جذبہ و داعیہ پیدا ہوتا ہے ۔
خانہ کعبہ جو کہ مسلمانوں کا قبلہ ہے جس کی طرف ہنوزتہ نمازوں میں مسلمان رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں ، اور وقوف عرفات ، و مزدلفہ اور منی کے قیام سے ہمارا مقصد

تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں آپ کو شریک کر رہے ہیں ، اور شرکیہ اعمال کا ارتکاب کر رہے ہیں ، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری الذمہ ہیں . چنانچہ مسلمانوں کو اس طرح کے اعمال سے چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور کے ساتھ کیا جائے اجتناب کرنا چاہیئے .

سنت و شریعت کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جنت البقیع اور دوسرے شہداء اسلام کی قبروں کی زیارت کرے ، وہاں پہنچ کر سلام کرے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرے اور خود بھی عبرت حاصل کرے اور واپس آجائے .

حج کرنے کا طریقہ :

وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جسے سفر حج کی سعادت نصیب ہو اور اس سے بھی بڑا خوش نصیب وہ حاجی ہے جو اس سفر کو نیکی و تقویٰ کے ساتھ سنت و شریعت کے مطابق گزار کر حج کی تمام برکتیں حاصل کرے ، اس لئے ہر حاجی کا فرض ہے کہ سفر حج کے دوران مندرجہ ذیل باتوں کا خاص اہتمام و خیال رکھے .

اول : مال حلال و طیب کا انتظام اور مال حرام سے اجتناب ، کیونکہ حرام مال سے حج مسترد کر دیا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس گوشت و پوست کو جہنم کا ایسٹین بتایا ہے جو مال حرام سے لٹو و نما پایا ہو .

دوم : ایسے رضاء حج کا انتخاب کیا جائے جو صحیح العقیدہ اور حج کے فضائل و مسائل سے واقف ، اور عھص ، ہمدرد اور دین دار ہوں تاکہ ان کی رفاقت سے پورا سفر خوش گوار گزرے .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی زیارت حج کے دوران اور یا اس کے بعد واجب اور ضروری نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک مسلمان کے لئے مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے، (۱) اور عدم زیارت پر کسی قسم کا کوئی سزا اور مواخذہ نہیں ہے اور جہاں تک ان مروجہ و مشہور حدیثوں کا تعلق ہے جس میں یہ ہے۔

”مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَزِرْنِي فَقَدْ جَفَانِي“ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ کو ظلم و ستم کیا۔ تو یہ غیر صحیح اور موضوع حدیث ہے (۱) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب ہے۔

البتہ اس سفر کی اجازت ہے جو مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے کیا جائے اور جب کوئی مسجد نبوی پہنچ جائے اور تحتہ المسجد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اس کے لئے مشروع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس حاضر ہو کر اس طرح صلاۃ و سلام پڑھے ”السلام علیک یا رسول اللہ“ اس وقت پورے اوب و احترام کا پاس و لحاظ رکھے، آواز پست اور نگاہ نیچی رکھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال اور نہ کوئی فریاد کرے بلکہ صلاۃ و سلام پڑھ کر وہاں سے ہٹ جائے، اسی طرح آپ نے اپنی امت کو تعلیم دی تھی اور صحابہ کرام نے عمل کر کے دکھایا۔

جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس بڑی خشوع و خضوع سے اپنی حاجتوں کو پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں جس طرح نماز میں کھڑے ہوں

(۱) اس قبیل سے یہ حدیث ہے ”میری جاہ کے وسیلے سے دعا کرو کیونکہ میری جاہ اللہ کے یہاں قابل منزلت ہے۔ دوسری جگہ ہے ”جس کو کسی پتھر سے بھی مسن مٹن ہو جائے تو وہ بھی نفع بخش ہوگا“ تو اس طرح کی ساری احادیث موضوع اور صحت سے علی ہیں اور حدیث کی مستبر کتابوں میں موجود نہیں ہے بلکہ علماء سوء کی گمراہ کن کتابوں میں پائی جاتی ہیں جو شرک و بدعت کی مرتجعات ہیں۔

چہارم : ارکان حج میں سے پہلا رکن احرام ہے ، احرام ہی سے حج و عمرہ کی ابتدا ہوتی ہے اس لئے احرام باندھنے سے پہلے غسل کر لینا مستحب ہے اور احرام کے کپڑوں میں پہننے سے پہلے خوشبو لگا لیا جائے اور پھر میقات پہنچ کر احرام کے کپڑے زیب تن کرے ، اور ہوائی جہاز سے سفر کرنے والا شخص گھر ہی سے کپڑے پہنے اور میقات پہنچ کر تطبیہ کھکر حج یا عمرہ کی نیت کرے .

مرد کے لئے سنت یہ ہے کہ دو صاف ستھرے کپڑوں میں احرام باندھے جو سٹے ہوئے نہ ہوں اور مرد کے اعضائے جسمانی کے مطابق اور مناسب و مشابہ کاٹے و سٹے کئے نہ ہوں اور اپنے سر کو نہ ڈھلکے بلکہ اس کو کھلا رکھے .

عورتیں حالت احرام میں کسی قسم کے کپڑے پہن سکتی ہیں ان کے کسی مخصوص قسم کے کپڑے ضروری نہیں ہیں ہاں شرط یہ ہے کہ اس کا لباس کشادہ اور ساتر ہو اور بے پردگی اور اظہار زینت والا نہ ہو ، اور اس کے لئے احرام کے وقت دونوں ہاتھوں میں دستانے پہنا ، یا نقاب کے ذریعہ اپنے چہرے کو چھپانا ممنوع ہے ، البتہ اگر غیر محرم سامنے آجائے تو چہرہ پر کوئی کپڑا لٹکالینا یا کسی اور چیز سے منہ چھپانا منع نہیں ہے ، جیسا ازواج مطہرات جب ان کے سامنے سے قافلے گزرتے تھے تو سروں سے اپنی چادریں چہرے پر لٹکالیتیں تھیں .

پنجم : حج کی قسمیں :

حج تمتع :

احرام کی چادروں کو پہن لینے کے بعد حج اور عمرہ یا ان میں سے جس کا ارادہ ہے دل میں اس کی نیت کرے ، عمرہ کی نیت ہو تو یہ کہنا چاہیے " لبیک عمرہ " یا اللہ میں عمرہ کے لئے حاضر ہوں اور اگر حج تمتع کی نیت ہو تو بعد میں حج کی نیت

سوم : جب حاجی میقات پر پہنچ جائے تو وہاں سے احرام باندھے ، اگر جہاز میں ہو تو میقات آنے سے قبل ہی احرام باندھ لے اور میقات سے ہرگز تجاوز نہ کرے .
میقات کا بیان :

مکہ مکرمہ کے باہر سے آنے والے تمام حجاج کے لئے مندرجہ ذیل میقاتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہیں .

۱- ذوالحلیفہ : یہ مدینہ سے یا اس راستے سے تمام آنے والے حجاج کی میقات ہے ، اسے ایبار علی بھی کہتے ہیں .

۲- جحفہ : یہ شام و مصر اور مغرب اور اس طرف سے آنے والے تمام حجاج کرام کی میقات ہے یہ رابع شہر سے قریب ہے .

۳- قرن المنازل : یہ مکہ سے مشرق جانب ایک پہاڑی ہے جو عرفات سے نظر آتی ہے ، یہ اہل نجد اور طائف اور اس راستے سے آنے والے تمام حجاج کی میقات ہے یہ "سیل اور وادی محرم" کے نام سے مشہور ہے .

۴- ذات عرق : یہ مکہ سے شمال مشرق میں ۹۴ کیلو میٹر دوری پر واقع ہے ، یہ اہل عراق یا اس راستے سے آنے والے تمام حجاج کی میقات ہے .

۵- یلملم : یہ اہل یمن وجنوب کی طرف سے آنے والے حجاج کی میقات ہے .

جو لوگ حج یا عمرہ کی نیت سے آتے ہوئے ان میقاتوں سے گزریں ، چاہے یہ حاجی حضرات میقات کے باہر دور یا قریب کے ہوں یا دنیا کے کسی بھی خطہ سے آرہے ہوں انھیں بہر حال یہاں سے احرام باندھ کر ہی جانا چاہیئے .

جو لوگ حدود میقات کے اندر رہنے والے ہیں وہ حج کا احرام اپنے گھر ہی سے باندھ کر آئیں ، گھر سے میقات جا کر احرام باندھنے کی ضرورت نہیں .

۴ - ناخن تراشنا .

۵ - خوشبو لگانا اور اسے کسی طرح استعمال کرنا .

۶ - خشکی کے جانور کا شکار کرنا اور اس کی نشاندہی کرنا بھی .

۷ - قیسیں یا کوئی دوسرا سلا ہوا کپڑا پورے جسم یا جزء جسم کے لئے استعمال کرنا .

۸ - عورت کو ہنرے دہاتھوں پر نقاب یا کپڑا ڈالنا .

۹ - مرد جوتے پہنے اور اگر وہ نہ ملے تو موزے استعمال کرے .

ہفتم : طواف وسعی کا طریقہ :

جب حاجی خانہ کعبہ پہنچے تو اس کا سات مرتبہ طواف قدم کرے ، ابتدا حجر اسود کے پاس سے تکبیر کے ذریعہ کرے اور ختم بھی وہیں کرے ، طواف کے درمیان ذکر الہی اور مختلف قسم کی دعاؤں میں مشغول رہے ، ہاں حجر اسود اور رکن یمانی کے بائیں "ربنا آتانا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقتنا عذاب النار" پڑھنا سنت ہے .

اس کے بعد اگر ممکن ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے ورنہ مسجد میں کسی دوسری جگہ دو رکعت نماز پڑھے .

پھر اس کے بعد صفا پہاڑی کی طرف حاجی جائے ، اس پر چڑھکر قبلہ کی طرف رخ کرے ، اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے ، اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار اللہ اکبر کہے اور دعا کرے ، اور وہاں سے مروہ کی طرف جائے وہاں ویسے ہی کرے جو صفا پر کیا تھا اس طرح سات مرتبہ سعی کرے ، صفا سے مروہ تک ایک شوٹ ہوا ، پھر اس کے بعد اپنے سر کے بال کٹوائے اور عورت انگلی کے ایک پور کے بقدر اپنے بال کٹوائے ، اور اس عمل کے بعد عمرہ پورا ہو گیا اور احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام

سے اسی سال آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے یا اس سے قریب سے حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام ارکان ادا کر کے حج پورا کرے ، اس پر قربانی واجب ہے . اور یہ حج ، حج تمتع ہے جو سب سے افضل ہے ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس کے کرنے کا حکم فرمایا تھا اور جس نے ایسا کرنے میں قدرے تردد کیا تو آپ اس سے ناراض ہوئے تھے .

حج قرآن : یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جائے اور احرام کے وقت " لَبِیکَ حَجَّہِ وَعَمْرَہِ " پکارا جائے اور عمرہ کے بعد احرام نہ کھولا جائے جب تک کہ دسویں کو قربانی اور طواف زیارت سے فارغ نہ ہو لیا جائے ، حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے کیونکہ آپ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے . حج افراد: یہ ہے کہ صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جائے اور جملہ مناسک حج ادا کر کے قربانی کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں احرام کھولا جائے ، مفرد حاجی پر قربانی نہیں یہ احرام باندھتے وقت " لَبِیکَ حَجَّہِ " کہے ، اور دل میں صرف حج کی نیت کرے .

ششم : ممنوعات احرام : احرام کی حالت میں تمام حاجیوں کے لئے حسب ذیل باتیں منع ہیں .

۱- جماع اور متعلقات جماع جیسے یوسہ لینا ، شہوت سے چھوٹا ، فحش باتیں کرنا ، اسی طرح نکاح کرنا اور نکاح کرانا اور منگنی کرنا .

۲- کسی چمکنے والی چیز سے سر ڈھانکنا ، لیکن چھتری یا گاڑی کی چھت کے ذریعہ سے سایہ حاصل کرنے اور سر پر سامان اٹھانے میں کوئی حرج نہیں .

۳- سر مٹوانا ، یا بال کتروانا .

اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا تھا ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ یہ طواف سعی حج و عمرہ دونوں کی طرف سے کافی ہو جائے گی۔

کیونکہ حج قرآن کرنے والے پر صرف ایک طواف اور سعی واجب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ فرمان اس کی دلیل ہے دوسرے ایک اور حدیث شریف میں ہے " عمرہ حج میں قیامت تک کے لئے داخل ہو گیا ہے " (واللہ اعلم)

ہشتم : حج کے پانچ دن :

حاجی آٹھویں ذی الحجہ کو اپنی قیام گاہ مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے جس طرح کے عمرہ کا احرام باندھ کر میقات سے مکہ آیا تھا ، ہو کے تو غسل کرے اور خوشبو لگائے پھر احرام باندھے اور " لبیک اللہم لبیک " لکھ کر حج کی نیت کرے ، اور احرام کی ساری پابندیوں کا خیال رکھے اور ان مذکورہ بالا سارے ممنوعات سے اجتناب کرے ، یہ پابندیاں اس وقت تک رہے گی تا آنکہ مزدلفہ سے واپس آ کر دسویں تاریخ کو ری حمرات اور قربانی اور حلق راس سے فارغ نہ ہو جائے۔

حاجی آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھ کر معی تمام حجاج کے ساتھ جائے وہیں شب گزاری کرے وہاں پانچ وقت کی فرض نماز قصر ادا کرے (ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ، فجر) دوسرے دن نویں تاریخ کو سورج طلوع ہونے کے بعد سارے حجاج کے ہم راہ عرفات جائے اور وہاں مسجد نمروہ میں قیام کرے اور امام کے ساتھ ظہر و عصر کی نماز جمع و قصر کر کے ادا کرے اور وہاں سے نکل کر قبلہ رخ ہو کر زیادہ سے زیادہ ذکر و دعا میں مشغول رہے ، میدان عرفات پورا کا پورا مقام وقوف ہے ، غروب آفتاب تک حدود عرفات میں ٹھرا رہے ، جہل نور کی طرف جانا اور چھٹا ضروری نہیں ہے اور اسے بوسہ دینا اور برکت حاصل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔

ہوگئی تھیں وہ سب حلال ہو گئیں .

عورتوں کے مخصوص مسائل :

اگر کوئی عورت احرام باندھنے سے قبل یا اسکے بعد حیض و نفاس سے دوچار ہو جائے تو وہ حج قرآن یعنی حج و عمرہ دونوں کا احرام دوسرے حاجیوں جیسا باندھے ، کیونکہ حیض و نفاس احرام باندھنے اور وقوف عرفات و مزدلفہ وغیرہ میں رکاوٹ نہیں ہیں البتہ صرف بیت اللہ کا طواف کرنا اسے منع ہے ، چنانچہ ایسی صورت حال سے دوچار عورت تمام حجاج کرام جیسے حج کے سارے ارکان کی ادائیگی کرتی رہے اور صرف بیت اللہ کا طواف پاک و صاف ہونے تک موخر کئے رہے اور طہارت کے بعد اس کو پورا کرے .

اگر کوئی عورت لوگوں کے حج کے احرام باندھنے اور منی جانے سے قبل ہی پاک و صاف ہوگئی تو وہ غسل کر کے بیت اللہ کا طواف وسعی کرے اور اپنے بالوں کو کتروا کے عمرہ سے فارغ ہو جائے پھر تمام حجاج کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر منی جائے ، اور اگر آٹھویں تاریخ کو حجاج کے حج کا احرام باندھنے تک وہ طہارت نہ حاصل کر سکی تو وہ بھی ان کے ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے حج قرآن کی نیت کر کے سارے ارکان کی ادائیگی کرتی رہے یعنی منی ، عرفات ، مزدلفہ ، رمی جمرات ، قربانی ، قصر شعر جیسے تمام چیزوں کو حجاج کرام سے ساتھ کرتی رہے ، اور جب پاک ہو جائے تو غسل کر کے بیت اللہ کا فرض طواف اور سعی صفا و مروہ کرے ، اور یہ طواف وسعی اس کے حج و عمرہ کی طرف سے کافی ہو جائے گی . کیونکہ اسی طرح کی صورت حال حج و عمرہ کے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیش آئی تھی اور انھیں آنحضرت صلی

جائز ہے ، ان دونوں یا تینوں دنوں میں زوال کے بعد تینوں جہرات کو کنکریاں مارے ، ابتدا پہلے جہرہ سے کرے جو مکہ سے باقی دونوں کی بہ نسبت زیادہ دور ہے ، پھر دوسرے کو اور پھر جہرہ عقبہ کو ، ہر ایک کو سات کنکریاں مارے ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے ، اور کنکریاں مٹی میں اپنے قیام گاہ سے لے کر جائے۔

اگر مٹی میں صرف دو ہی دن رہنا چاہے تو دوسرے دن غروب آفتاب سے قبل ہی وہاں سے نکل جائے ، اگر آفتاب غروب ہو گیا تو تیسرے دن بھی قیام کرے اور کنکریاں مارے ، بہر حال افضل یہی ہے کہ تیسری رات بھی مٹی میں ہی گذاری جائے۔

پازوہم : طواف وداع :

حج پورا ہو جانے کے بعد جب اپنے ملک کو واپس جانا چاہے تو طواف وداع کرے ، طواف فرض کرنے کے بعد اگر کوئی عورت حیض و نفاس سے دوچار ہو گئی تو وہ طواف وداع سے مستغنی ہے اور اس کا کرنا ضروری نہیں ہے ، اگر کوئی حاجی قربانی کو سمیارہ بارہ یا تیرہ تک موخر کر دے تو یہ جائز ہے ، اسی طرح اگر کوئی طواف افاضہ کو مٹی سے واپسی پر کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے لیکن افضل دسویں تاریخ کو کرنا ہے۔

پھر غروب آفتاب کے بعد لبیک پکارتے ہوئے پورے سکون و اطمینان کے ساتھ مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور مزدلفہ پہنچتے ہی مغرب و عشاء کی نماز ایک ساتھ قصر ادا کرے اس کے بعد وہیں رات گزارے اور فجر کی نماز پڑھ کر جب اجالا ہو جائے طلوع آفتاب سے قبل ذکر اللہ کرتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے منیٰ پہنچنے کے بعد طلوع آفتاب کے بعد جمرہ عقبہ کی ری کرے یعنی سات کنکریاں پکے بعد دیگرے مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے ، کنکریاں بہت چھوٹی یا بہت برقی نہ ہوں بلکہ چنے کے برابر ہوں ، جوتے وغیرہ سے ری کرنا جائز نہیں اور لغو سا عمل ہے ، حج کے ادائیگی میں سفت و شریعت اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام ہونا چاہیئے۔

ری جمرہ عقبہ سے فارغ ہونے کے بعد قربانی واجب ہو تو قربانی کرے ، پھر اپنے سر کے بال کا حلق کرانے اور عورت میں تھوڑا کٹوائیں ، اگر مرد بھی قصر کرے تو جائز ہے لیکن حلق کرنا افضل ہے ، ان سب کو ترتیب سے کرنے کے بعد اپنے کپڑے پہن لے اور احرام کی پابندی ختم ہوگئی اور عورت کے علاوہ ساری چیزیں حلال ہو گئیں۔

نہم : طواف فرض :

اب مکہ جائے اور طواف فرض اور اس کے بعد سعی کرے اور اس کے بعد عورت بھی حلال ہو جائے گی۔

دہم : منیٰ دوبارہ واپسی اور شب گذاری :

طواف افاضہ سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ واپس آجائے اور گیارہ بارہ اور تیسری راتیں وہیں گزارے اگر کوئی صرف دو راتیں ہی وہاں گزار کر واپس آجائے تو بھی

جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہوا ہے اور اس کے ساتھ یہ ایمان و یقین رکھے کہ ان کے بعد سب سے آخری نبی جو خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری السائت کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے ، اور ساری السائت حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ آپ کی امت کے ایک فرد ہیں اور ساری سر زمین کے لوگ آپ کی اتباع اور آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ان تمام لوگوں سے اظہار براءت کر دیں گے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام پر ایمان نہ لائے اور مسلمان تمام انبیاء کرام پر ایمان لانا اپنے ایمان کا جز تصور کرتا ہے . اور جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور آپ کی پیروی نہ کرے اور دین اسلام پر ایمان و یقین نہ رکھے وہ درحقیقت سارے انبیاء کرام کا منکر اور کافر ہے اگرچہ اپنے کو کسی ایک نبی کا پیرو کار کہے ، اس سلسلہ میں تفصیل سے دلائل ذکر کئے جا چکے ہیں .

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے " قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت کا کوئی بھی شخص چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی میری بعثت کی اطلاع ہوئی ہو اور میری رسالت و شریعت ایمان نہ لائے تو وہ جہنم میں جائے گا " رواہ مسلم

یوم آخرت پر ایمان :

اسی طرح ہر مسلمان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب و کتاب ، جنت و جہنم یعنی یوم آخرت کی ہر چیز پر ایمان لانا ضروری ہے .

ایمان کا بیان :

رسولوں ، کتابوں ، فرشتوں ، یوم آخرت ، اور تھیر پر ایمان لانا .
 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول اور اسلامی ارکان پر ایمان کے
 ساتھ ساتھ فرشتوں (۱) اور آسمانی کتابوں (۲) پر بھی ایمان لانا ضروری قرار دیا
 ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں ، جس سلسلہ کی آخری کتاب
 قرآن کریم ہے اور جو تمام آسمانی کتابوں کی ناسخ ہے .

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ بھی حکم فرمایا کہ وہ سارے بھیجے ہوئے
 انبیاء کرام اور رسولوں پر ایمان لے آئیں کیونکہ سبھی کی ایک دعوت اور ایک دین
 ہے اور وہ دین اسلام ہے ، جنہیں اللہ تعالیٰ نے جو رب العالمین ہے نبی و رسول بنا کر
 بھیجا ہے ، لہذا ایک مسلمان کو ان تمام انبیاء کرام پر ایمان لے آنا چاہیے

(۱) فرشتے ایک روحانی مخلوق ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا فرمایا ہے جن کی تعداد غیر مسموٰی ہے اور اللہ تعالیٰ کے
 سوائے ان کے صحیح اعداد و شمار سے کوئی واقف نہیں ، کچھ تو آسمانوں میں ہیں اور کچھ آسمانوں کے مختلف امور کے انجام
 دہی کے لئے مامور ہیں .

(۲) مسلمان اس پر ایمان رکھے کہ وہ کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے رسولوں پر نازل فرمائی تھیں سب برحق ہیں اور ان میں صرف
 قرآن کریم صحیح و سالم موجود ہے اور وہ تورات و انجیل جو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود ہیں وہ خود ان کی تحریر کردہ
 کتابیں ہیں کیونکہ ان میں بے حد اختلاف اور فرق پایا جاتا ہے اور سب سے برہنہ حروف و تبدیلی کی مثال یہ ہے کہ اس میں
 یہ عقیدہ موجود ہے کہ "محبوب عین میں عیسیٰ ابن اللہ ہیں" حالانکہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ محبوب ایک ہے اور وہ خدا ہے
 واحد اللہ کی ذات پاک ہے اور عیسیٰ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ، جیسا قرآن میں ہے مزید قرآن دوسرے کتب سماویہ کا
 ناسخ ہے ، ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا ایک ورق دیکھا تو بے
 حد ناراض ہوئے اور فرمایا اے ابن الخطاب کیا تمہیں ابھی کچھ شک ہے خدا کی قسم اگر میرے بھائی موسیٰ زندہ ہوتے تو
 میری ہی اتباع کرتے چنانچہ حضرت عمر نے وہ ورق پھینک دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائے .

اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ راسخ العقیدہ اور پختہ ایمان والے اور اللہ تعالیٰ سے قرب رکھنے والے اور جنت میں بڑے مرتبہ والے لوگ محسنین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت اور خوف خشیت اور تعظیم و توقیر کرتے ہیں گویا کہ وہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں اور اس کی کسی طرح کی مصیبت نہیں کرتے ، انکا ظاہر و باطن ایک جیسا ہوتا ہے ، اور اگر یہ کیفیت نہیں ہو پاتی تو کم سے کم اس کا استحضار رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے ، اور ان کے اقوال و افعال میں سے کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں ہے ، اور اس کی اطاعت میں سرشار اور اس کی نافرمانی سے درکنار رہتے ہیں ، جب خدا نخواستہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو توبہ و استغفار میں جلدی کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر ندامت اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم کرتے ہیں ۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿۱۷۸﴾ النحل :

بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ کہ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں ۔

دین اسلام کی جامعیت :

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمِي وَرَضِيتُ لَكُمُ
الْإِسْلَامَ دِينًا المائدہ : ۳ ۔

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

قضاء و قدر پر ایمان :

قضاء و قدر پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور تقدیر پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو کائنات کی ہر چیز اور بندوں کے ہونے والے سارے اعمال کا آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے علم ہے ، اور یہ ساری معلومات اس کے پاس لوح محفوظ میں محفوظ ہیں ، اور ایک مسلمان کو اس کا بھی علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو چاہا وہ ہوگئی اور جس چیز کو اس نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوئی ، اور اس کو بندوں کو اپنی عبادت و اطاعت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس کے طریقوں کو واضح فرما دیا ہے اور اس کے کرنے کا صراحتاً حکم فرمایا ہے ، اور اسی طرح سے اپنی مصیبت سے منع فرمایا ہے اور اسکی بھی نشاندہی فرمادی ہے ، اور انسانوں کے اندر ایسی طاقت و استطاعت رکھی ہے جس کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانوں کی بجا آوری کر سکیں تاکہ اجر و ثواب سے نوازے جائیں ، اور جس نے اس کی نافرمانی کی اور گناہوں کا مرتکب ہوا وہ سزا و عذاب کا مستحق ہوگا ، اور بندوں کے مشیت و طاقت اللہ تعالیٰ کے مشیت کے تابع ہے ، اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی بندے کرتے ہیں .

اور جہاں تک ان چیزوں کا تعلق ہے جس میں بندوں کی کوئی مشیت و اختیار کا دخل نہیں اور اسکا ہونا ناگزیر ہوتا ہے اور انسان کے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ وقوع پذیر ہوتے ہیں جیسے بھولنا غلطی کرنا ، بیماری ، غری ، مصیبتوں سے دوچار ہونا ، زبردستی کرائی گئی چیز ، تو ان جیسی تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر کوئی گرفت نہیں ہے اور نہ کسی طرح کی سزا و عذاب ہے بلکہ فقر و فاقہ اور مصیبتوں پر بندہ جب صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب سے نوازتا ہے .

کے لئے مکمل فرما دیا ہے اور اس میں کسی طرح کی کمی و بیشی کی ضرورت نہیں وہ ہر زمانے اور ہر ملک کے لئے یکساں طور پر قابل قبول ہے، اور یہ اعلان فرمایا کہ اس نے مسلمانوں کو یہ کامل ترین عطا فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری رسالت کے ذریعہ اپنی ساری نعمتوں کو تمام فرمایا ہے، اور مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر فتح یاب کیا، مزید یہ بھی واضح فرمایا کہ جس نے اسلام کو دین بنا کر تسلیم کر لیا اس سے کبھی ناراض نہیں ہوگا اور دین اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اس کے نزدیک قابل قبول نہیں، قرآن کریم ایک مکمل دستور حیات ہے اس میں دینی و دنیاوی تمام امور و معاملات کی انتہائی واضح اور اطمینان بخش ہدایات اور تعلیمات موجود ہیں کوئی خیر و بھلائی کی چیز نہیں جس کی طرف قرآن رہنمائی نہ کی ہو اور اسی طرح کوئی شر و برائی کی بات نہیں جس سے خبردار نہ کیا ہو۔

اور جدید و قدیم قسم کے کیسے بھی مسائل ہوں قرآن کریم میں اس کا معتدل اور قابل اطمینان حل موجود ہے جو لوگ آج اپنی پریشانیوں اور مشکلات کا حل قرآن کے علاوہ دوسری چیزوں میں تلاش کرتے ہیں یا ان ہدایات کو قابل قبول تصور کرتے ہیں جو قرآن سے متضاد ہو تو ان کی سراسر جہالت اور زیادتی، کج روی و کوتاہی فہمی پر مبنی ہے۔

علم و عقیدہ اور سیاست اور نظام حکومت اور عدالتی اور معاشرتی اور معاشی اور تعزیراتی نظاموں سے متعلق سارے احکام و قوانین قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے بیان فرمادئے ہیں اور اس کی مکمل و جامع تشریح و تفہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے بیان فرمادی ہے اس کی طرف قرآن کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔

پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا .

دوسری جگہ ارشاد ہے :

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ
الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿١٥٦﴾ الاسراء

بیشک یہ قرآن ایسے (طریقہ) کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا
ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں خوشخبری دیتا
ہے کہ ان کے لئے بڑا بھاری اجر ہے .

مزید ارشاد ہے :

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى
وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٥٧﴾ النحل

اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے ہر بات کو کھول دینے والی ، اور
مسلموں کے حق میں ہدایت اور رحمت اور بشارات ہے .

ایک صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " میں تمہیں
نہایت شفاف اور روشن شاہ ہراہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کی راتیں دن کی طرح روشن
اور عیاں ہیں ، اس رات سے وہی کچی اختیار کرے گا جو ہلاک ہو کر رہے گا "

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا " میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا
ہوں جب تک اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے ، اللہ کی
کتاب (قرآن) اور میری سنت " .

مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ اس نے دین اسلام کو مسلمانوں

چوتھی فصل

اسلام کا نظام حیات :

۱۔ تحصیل علم :

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جو سب سے پہلی چیز واجب و لازمی قرار دی ہے وہ تحصیل علم ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فَاعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ﴿١١﴾

تو آپ اس کا یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سارے ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے بھی، اور اللہ خوب خبر رکھتا ہے تم (سب) کے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی۔

مزید ارشاد ہے :

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

المجادلة: ۱۱

اللہ تم میں ایمان والوں کے اور ان کے جنہیں علم عطا ہوا ہے درجے بلند کریگا۔

مزید ارشاد ہے :

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١﴾

سورہ طہ

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى
وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ النحل

ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کر دی جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت
کرنے والی ہے اور پدایت و رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے
لئے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے

۴ - عقیدہ کی درستگی :

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ وہ برطایہ اعلان کردیں کہ سارے لوگ خدائے واحد کے بندے ہیں ، لہذا ان کے لئے ضروری ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس سے براہ راست بغیر کسی واسطہ کے اپنی عبادت و دعا میں رابطہ قائم رکھیں جس کی تفصیلات توحید کی شرح میں گزر چکی ہیں ، اور اسی طرح صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک پر بھروسہ رکھیں اسی سے خوف و خشیت کا اظہار کریں ، اسی سے امیدیں رکھیں اور نفع و نقصان کا مالک اسی کو تصور کریں اور ان تمام صفات کمال سے اسے متصف کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف فرمایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے متصف کیا ہے .

۳ - حقوق العباد کی ادائیگی :

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ وہ ایسا نیک صفت انسان بنے جو انسانیت کو کفر و شرک کی تاریکی سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف رہنمائی کرے ، اسی کے پیش نظر ہم نے اس کتاب کی تالیف کی اور اسے زیر طبع آراستہ کر کے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے تاکہ اس فریضہ دعوت اور حقوق العباد کی فرضیت سے سبکدوش ہو سکیں .

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی سے ایسا رشتہ ہونا چاہیئے اور اسی بنیاد پر باہمی تعلقات و معاملات استوار ہونے چاہیئے ، لہذا ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے جو حقیقی اور نیک و دین دار ہو محبت کرے اگرچہ وہ دور کا رشتہ دار تک نہ ہو، اور ان کافروں سے بغض و عداوت

اور آپ کہیں کہ اے میرے پروردگار بڑھا دے میرے علم کو۔

ایک جگہ اور فرمایا :

” فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ”

اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھا کرو۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ” ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے ” اسی طرح فرمایا ” ایک عالم کی جاہل پر ایسی ہی فضیلت ہے جس طرح چودہویں رات کے چاند کی سارے ستاروں پر ”۔

اسلام میں علم کی چند قسمیں ہیں :

قسم اول : جو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے جس کی عدم واقفیت کی وجہ سے کوئی معذور نہیں سمجھا جائے گا وہ یہ ہے ” اللہ تعالیٰ کی معرفت ” رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ” اور دین اسلام کی دلائل کی معرفت ”

قسم دوم : جو فرض کفایہ ہے یعنی اگر اسے امت کے کچھ لوگ حاصل کر لیں تو بقیہ تمام لوگوں کی طرف سے کافی ہوگا اور وہ لوگ عدم تحصیل پر گنہگار نہیں ہوں گے لیکن دوسرے لوگوں کو اسکا حاصل کرنا مستحب اور افضل ہوگا ” جیسے ” فقہی و شرعی مسائل میں اتنی مہارت حاصل کرنا کہ وہ منصب قضا اور افتاء کا اہل ہو جائے اور لوگوں کو دینی و شرعی رہنمائی کر سکے۔

اسی ضمن میں وہ سارے دنیاوی علوم و فنون آتے ہیں جس کے ذریعہ سے مسلمان خود کفیل ہو جائیں اور دوسروں کے محتاج نہ رہیں ، اس لئے مسلمان حکمرانوں کے لئے ضروری ہے کچھ ایسے افراد تیار کرائیں جو تمام مسلمانوں کی طرف سے یکسو ہو کر یہ علوم و فنون حاصل کریں جو امت اسلامیہ کے لئے مفید ہوں۔

رکھنے والا محبوب شخص وہ ہے جو اس کا فرمانبردار ہو چاہے وہ کسی بھی رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والا فرد ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عدل و انصاف سے معاملہ کرنے کا حکم فرمایا ہے چاہے دوسرا شخص دشمن ہو یا دوست اور ظلم و ستم کو اپنی ذات پاک پر حرام قرار دیا اور اپنے بندوں کے مابین بھی حرام قرار دیا ہے۔ اور امانت داری اور سچائی کا حکم اور خیانت و دروغ گوئی سے منع فرمایا ہے، اور والدین کی اطاعت و خدمت، رشتہ داروں سے صلہ رحمی، فقراء و مساکین کے ساتھ احسان اور رحم دلی کا حکم فرمایا ہے، اور تمام کار خیر اور رفاہی و انسانی کاموں میں حصہ لینے اور انفاق کی ترغیب دی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے ساتھ احسان و حسن معاملہ کا حکم فرمایا ہے حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم اور ان کو تکلیف و تعذیب دینے سے منع فرمایا ہے (۱)۔

اور نقصان پہنچانے والے جانوروں کو جیسے، پاگل کتے، سانپ، چوہے، بچھو، مزید اسی قبیل کے دوسرے جانوروں کو مار ڈالنا جائز ہے تاکہ انکے ایذا رسانی سے لوگ محفوظ رہ سکیں، ہاں ان کو بھی تکلیف دے دے کر مارنا منع ہے۔

۴ - مرد مومن کی قلبی کیفیت :

قرآن کریم کی متعدد آیتیں یہ بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں، نیز ان کے تمام اعمال اور دل میں چھپے ہوئے رازوں اور نیتوں سے واقف اور باخبر ہے اور ان کے اقوال و اعمال کے اعداد و شمار دریکارڈ

(۱) حلال جانوروں کو ذبح کرنے وقت ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ چھری کو تیز کر لیا جائے تاکہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو اور آسانی سے ذبح ہو جائے، اور حلق کی جگہ چھری بھیری جائے اور شہ رگ کاٹنے سے خون اچھی دھوری طرح نکل جائے اور اونٹ کو گردن سے نیچے ٹھکرایا جائے اور جانور کو بجلی کا ٹاک دے کر یا سر پر مار کر قتل کرنا اور اس کو کھانا جائز ہے۔

رکھے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہوں اگرچہ وہ قری
رشتہ دار ہوں .

یہ وہی مضبوط رشتہ اور رابطہ ہے جو علیحدہ علیحدہ چیزوں کو جوڑنے اور باہمی
مختلف چیزوں میں الفت و محبت پیدا کرتے ہیں بخلاف لسی اور وطنی اور عارضی مادی
رشتوں کے جو بہت جلد چکنا چور ہو کر بکھر جاتے ہیں اور محبت و اخوت و عداوت و نفرت
میں تبدیل ہو جاتی ہے .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ
مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ
أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ المجادلة : ۲۲

جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ، آپ انہیں نہ
پائیں گے کہ ایسوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے
مخالف ہیں ، خواہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے کنبے
والے ہی کیوں نہ ہوں .

مزید ارشاد ہے :

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَى اللَّهَ الحجرات : ۱۳

بیشک تم میں سے پرہیزگار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے .

اللہ تعالیٰ پہلی آیت کریمہ میں یہ بتا رہے ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھنے والا مرد
مومن اللہ کے دشمنوں سے اظہار محبت نہیں کرتا اگرچہ وہ قریب ترین رشتہ دار ہو .
دوسری آیت میں یہ واضح فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں شرف و منزلت

۵۔ اسلام کا معاشرتی تعاون :

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ باہمی طور پر مالی اور معنوی تعاون و مدد کیا کریں جس کی قدرے تفصیلات زکوٰۃ و صدقات کے باب میں بیان ہو چکی ہیں ، اسی طرح اس نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی ایذا رسانی سے منع فرمایا ہے خواہ کتنی ہی معمولی سی چیز کے ذریعہ سے ہو ، جیسے راستوں یا سایہ والی جگہوں پر کوئی نا خواہگار چیز ڈال دی جائے اور مسلمانوں کو ایسی تکلیف وہ چیزوں کو زائل کرنے پر اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے ، رکھنے والے کو سزا کی وعید سنائی گئی ہے ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے ، اس کے لئے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ المائدہ : ۳

ایک دوسرے کی مدد ، نیکی اور تقویٰ میں کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو ۔

مزید ارشاد ہے :

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ الحجرات : ۱۰

بیشک مسلمان (آپس میں) بھائی ہی بھائی ہیں ، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو یا کرو ۔

تیار کئے جا رہے ہیں اور اس کام کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں جو ہمہ وقت ساتھ ہیں اور ہر چھوٹی و بڑی اور ظاہری و باطنی چیزوں کو جو انسانوں سے صادر ہوتے ہیں لکھ لیا کرتے ہیں ، جس کی بنیادوں پر اللہ تعالیٰ یوم آخرت میں حساب و کتاب لے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دردناک عذاب سے ڈرایا اور متنبہ کیا ہے جو لوگ اس دنیاوی زندگی میں اس کی نافرمانی اور گناہ کرتے ہیں ، چنانچہ مومنین ان شبیہات سے سبق حاصل کرتے ہوئے ، معصیت اور نافرمانی سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور گناہوں اور مخالفتوں سے پر حذر اور اجتناب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے خوف و خشیت کا اظہار کرتے ہیں ، اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے خوف و خشیت نہیں رکھتے اور گناہوں کا آزادی سے ارتکاب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی باز رکھنے اور منع کرنے کا ایک طریقہ مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان آپس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں ، اور اس طرح ہر مسلمان اس کا شعور رکھے کہ ہر وہ گناہ جو کوئی دوسرا شخص بھی کرے وہ اپنے آپ کو عند اللہ اس کا ذمہ دار تصور کرتے ہوئے وہ حسب استطاعت اپنی زبان یا ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے ، نہیں تو کم از کم اسے دل میں برا سمجھے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمان حکمرانوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اسلامی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں پر اللہ کے احکام کی تفسیر کریں جس کی تفصیلات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے بیان فرمائی ہیں۔

” بیشک تمہارا خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزت و آبرو ایسے
 با حرمت ہیں جس طرح اس ماہ کا کج کا یہ دن اور تمہارے اس شر
 میں ، کیا میں نے پہنچا نہیں دیا ، سبھی نے عرض کیا ہاں ” پھر
 اپنے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ (۱)

۶۔ اسلام کا سیاسی نظام :

اسلامی داخلی سیاست : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے ہی
 میں سے کسی کا انتخاب کر کے اپنا امام و حاکم مقرر کریں اور اسکی اطاعت و حاکمیت کو
 تسلیم کریں اور اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کریں اور اختلاف و انتشار کا شکار نہ ہوں اور اس
 طرح سے امت واحدہ ہونے کا ثبوت دیں .

اسی طرح انھیں حکم فرمایا کہ اپنے امام و حاکم کی اطاعت اور فرما برداری کریں البتہ
 جب اللہ تعالیٰ کی معصیت اور اس کے احکام و شریعت کی مخالفت پر مجبور کریں تو
 اس میں ان کی اطاعت و فرما برداری ضروری نہیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں
 کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے .

اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ایسے شریا ملک میں
 رہے جہاں اپنے اسلام کا اظہار نہ کر سکتا ہو یا اسلامی شعائر و احکام پر عمل پیرا ہونا ممکن
 نہ ہو سکے اور نہ اس کی آزادانہ طور پر دعوت و تبلیغ کر سکے تو وہ وہاں سے اسلامی
 ممالک کی طرف ہجرت کر جائے جہاں اسلامی قوانین و شریعت کی تفسیر کی جاتی ہو ، اور

(۱) یہ اقوال اس جامع و عظیم الشان خطبہ کے ہیں جسے علامہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے اپنی کتاب ”الابناء شرح

خطبہ حجة الوداع“ میں جمع فرمایا ہے .

فرمایا :

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنَ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾

سرگوشیاں بہت سی ایسی ہیں جن میں کوئی بھلائی نہیں ، ہاں البتہ بھلائی یہ ہے کہ کوئی صدقہ کی ترغیب دے یا کسی اور نیک کام کی یا لوگوں کے درمیان اصلاح کی ، اور جو کوئی اللہ کی رضا حاصل کرنے کو ایسا کرے گا سو ہم اس کو عظیم اجر عظیم دیں گے .

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

” کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا تا آنکہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے .“ رواہ مسلم

اسی لئے آپ نے حج وداع کے عظیم خطبہ کے دوران جو آپ نے حیات طیبہ کے آخری دنوں میں دیا تھا اللہ تعالیٰ کی سابقہ احکام کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

” اے لوگو : تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے جدا جدا امجد ایک ہیں غور سے سنو : کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت و فوقیت نہیں ، نہ کسی عجمی کو عربی پر ، اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر فضیلت حاصل ہے ، مگر تقویٰ کے ذریعہ سے “ کیا میں نے پہنچا نہیں دیا ، تو سبھی لوگوں نے کہا اپنے یا رسول اللہ بحسن و خوبی پہنچا دیا ہے .“

مزید ارشاد فرمایا :

اور تمہارے لئے اے اہل فہم (قانون) قصاص میں زندگی ہے ،
تاکہ تم مستقی بن جاؤ۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

” جو شخص اپنے دفاع میں قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے

اہل و عیال کے دفاع میں قتل ہوا وہ شہید ہے ” اور جو شخص اپنے

مال و دولت کے دفاع میں قتل ہوا وہ شہید ہے۔

عنیت و تہمت کی ممانعت : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عزت و آبرو کی حفاظت

اس طور پر فرمائی کہ ایک مسلمان کو اپنے مسلم بھائی کی غیر موجودگی میں ایسی بات

کہنے کی ممانعت فرمائی ہے جو اسے ناگوار لگے (یعنی عنیت کی ممانعت فرمائی ہے) اسی

طرح تہمت لگانے والے کی سزا تا آنکہ شرعی طور پر ثابت نہ ہو جائے اسی کوڑے مقرر

فرمائی ہے۔

زنا کی حرمت : اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نسل و نسب کی حفاظت کی

خاطر زنا اور ناجائز جنسی تعلقات کو حرام فرمایا ہے اور اس اخلاقی جرم کو بہت بڑا گناہ

قرار دے کر سختی سے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور جب شرعی طور پر اسکا ثبوت ہو جائے

تو انتہائی بھیاک اس کی سزا مقرر فرمائی ہے تاکہ لوگوں کے لئے عبرت ہو۔

چوری و دھوکہ دہی وغیرہ کی ممانعت : اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اموال کی

حفاظت کے پیش نظر چوری ، دھوکہ دہی ، جوا ، رشوت ، اسکے علاوہ تمام ناجائز

طریقوں سے کمانی ہوئی دولت کو حرام قرار دیا ہے اور ان غلط طریقوں پر پابندی اور

روک تھام کے لئے چوری و دہنی کرنے والے کی سزا جب شرعی طور پر ثابت ہو جائے ،

ہاتھ کاٹا قرار دی ہے اور اگر ثابت نہ ہو سکے تو بھی کچھ سزائیں دی جائیں تاکہ

وہاں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق کوئی مسلمان حکمرانی کرتا ہو ، کیونکہ اسلام علاقائی سرحدوں اور قومی اور لسانی تفریق اور امتیازات کا قائل نہیں ہے اور ایک مسلمان کی قومیت اسلام ہے اور تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور ساری سر زمین کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے لہذا مسلمان جہاں جی چاہے بغیر رکاوٹ کے آزادانہ طور پر آمد و رفت رکھ سکتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل پیرا ہو اور جب اس کے حدود و شریعت کی مخالفت کرے تو امن و امان قائم رکھنے کی پیش نظر اسے اسلامی تعزیرات سے دو چار ہونا پڑے گا اور ان قوانین کا بغیر رو رعایت تنفیذ کی جائے گی تاکہ مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہیں اور ان کی جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت کی جاسکے اور اسی میں سب کی بھلائی ہے ۔

شراب کی حرمت : اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل و شعور کی حفاظت کی خاطر ہر نشہ آور اور فتور پیدا کرنے والی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے " اور شراب نوشی کرنے والے کی سزا چالیس سے اسی کوڑے تک قرار دی ہے " تاکہ اسکے عقل کی حفاظت ہو سکے اور دوسروں کے لئے عبرت ہو اور وہ اسکے شر و شرارت سے محفوظ ہو جائیں ۔

قتل کی حرمت : اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و خون کی حفاظت کے پیش نظر ناحق قتل کو حرام قرار دیا ہے اور قاتل کی سزا قصاص کے طور پر قتل قرار دی ہے اور ظلموں اور زیادتیوں میں بھی قصاص مقرر و مشروع فرمایا ہے اسی طرح ایک مسلمان کو اپنے جان و مال و عزت کی حفاظت اور دفاع کا بھی حق دیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَأَكْمُرُ فِي الْفِصَاصِ جَهَنَّمَ يَتَأْوَلِي الْأَلْبَابَ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧٦﴾

البقرہ

مسلمان حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہو رہے ہیں .

اسی طرح ایک مسلمان کو حکم ہے کہ وہ ایک نیک اور مفید عنصر بن کر معاشرے میں رہے اور اپنے صلح و اصلاح سے بگڑے ہوئے معاشرے کو درست اور ساری انسانیت کو تباہی سے بچائے اور اس کی خیر خواہی اور تعاون میں کوئی کسر باقی نہ رکھے ، بلکہ دوسرے انسانی نظام حیات جو انسان سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ صرف وہ خود ایک صالح شہری بن کر رہے دوسروں کی اصلاح و فلاح اسکے ذمہ ضروری نہیں ہے .

یہ اس بات کی واضح اور بین دلیل ہے کہ انسان کے خود ساختہ نظام حیات کتنے ناقص اور فاسد ہیں اور اسلام کا نظام حیات کتنا مکمل اور صالح ترین ہے .

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مقابلہ کے لئے اپنی پوری وسعت اور صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے تیاری کریں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی جائے اور اللہ اور ان کے دشمنوں کو مرعوب اور خوف زدہ کیا جائے ، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غیر مسلموں سے بوقت ضرورت معاہدے کرنے کی اجازت دی ہے جو شرعی اصول و ضوابط کے مطابق ہو ، اور انھیں عہد شکنی سے منع فرمایا الا یہ کہ دشمن ہی خود عہد شکنی کرنے لگے یا ایسی حرکات و حالات پیدا کرے جو عہد و پیمان کی صریح مخالفت ہوں .

مسلمانوں کو قتل و قتال کرنے سے پہلے یہ حکم ہے کہ پہلے کفار و مشرکین کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ اس سے انکار کریں تو انھیں جزیہ دینے اور اسلامی قوانین کے احترام اور پابندی کی پیشکش کی جائے ، اگر اس سے بھی انکار کریں تو کافر و مشرک و ظلم و ستم کے فتنوں کے قلع و قمع کرنے کے لئے قتال کیا جائے تاکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے دین کا یول بالا رہے .

دوسروں کے لئے عبرت و سبق آموز ہوں۔

جو لوگ ان اسلامی تعزرات اور شرعی حدود پر تنقید کرتے ہیں ان کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ان قوانین کو اس ذات پاک نے مقرر و مرتب فرمایا ہے جو غیر معمولی علم و حکمت رکھنے والی ہے اور وہ اپنے بندوں کی فطرت و کیفیت سے سب سے زیادہ باخبر ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ان پر انتہائی شفقت اور رحم کرنے والی ہے چنانچہ اس نے ان سزاؤں کو مسلمان مجرموں کے گناہوں کے لئے کفارہ قرار دیا ہے اور معاشرہ کو ان کے اور دوسروں کے شر و فتن سے محفوظ کر دیا ہے۔

جو لوگ قاتل کے قتل اور چور کے ہاتھ کاٹے جانے پر اعتراض کرتے ہیں وہ دراصل اس عضو فاسد کے کاٹنے پر اعتراض کر رہے ہیں جو اگر نہ کاٹا جائے تو اس کے جراثیم پورے معاشرے میں سرایت ہو جائیں اور اس طرح پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا (۱) اور یہ لوگ دوسری طرف یک گونہ معصوم جانوں کی ہلاکت اور ناحق ظلم و زیادتی و خون بہانے پر داد تحسین دیتے ہیں تاکہ مجرموں کے فاسد اغراض و مقاصد پورے ہوں۔

۷۔ اسلامی خارجی سیاست :

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں کو یہ حکم فرمایا ہے وہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیں تاکہ ان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و اسلام کے نور کی طرف لے جائیں اور دنیاوی مادی زندگی آلامیثوں اور محرومیوں سے نجات دلا کر اس روحانی سعادت اور قلبی اطمینان و سکون سے روشناس کرائیں جس سے

(۱) مریض کے جسم کے عضو فاسد کا کاٹ دیا جانا زیادہ بہتر ہوتا ہے جس کا مطالبہ خود مریض اور اسکے اہل و عیال کرتے ہیں تاکہ پورا جسم صحیح و سالم اور محفوظ رہے۔

اگر خدا نخواستہ کوئی مسلمان دین اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے، اس لئے وہ اس بھیانک جرم کی وجہ سے زندہ رہنے کا حق نہیں رکھتا، ہاں اگر اس سے توبہ و استغفار کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو گیا تو یہ قابل قبول ہوگا۔

اگر کسی نے اسلام سے خارج کرنے والی چیزوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب کر لیا تو اس سے توبہ کرے اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرے۔

اسلام سے خارج کرنے والی باتیں :

دس ایسی باتیں ہیں جن میں سے ہر ایک مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیتی ہیں وہ یہ ہیں :

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور عبادت میں دوسروں کو شریک بنانا، اگرچہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی کو واسطہ اور شفا سی بنائے اور اسے پکارے اور تقرب حاصل کرے اور شفاعت کی درخواست کرے، خواہ اس کی الوہیت کا لفظا و معنی اعتراف معبود و عبادت کے معنی جانتے کی وجہ سے کرے " جیسے " دور جاہلیت کے مشرکین جنہوں نے اپنے سابقہ صالحین کے نام سے ایسے بت بنا رکھے تھے جن کی شفاعت کی غرض سے عبادت کیا کرتے تھے۔

یا ان کی عبادت انکی الوہیت کا اعتراف کر کے نہ کی جائے یا ان کی عبادت کو اللہ کی عبادت تصور نہ کی جائے، جیسے آج کے وہ نام نہاد مسلمان جن کو اگر عقیدہ توحید کی دعوت دی جائے تو اس کو قبول نہیں کرتے وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ شرک تو صرف بتوں کے سامنے سجدہ کرنے کا نام ہے یا کوئی بندہ کسی غیر اللہ کو " یا

اسی طرح دوران قتال مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ عورتوں بچوں ، یوزھوں ، اور کنیرہ میں عبادت گزار راہبوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے الا یہ کہ یہ لوگ کفار و مشرکین کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہوں ، اسی طرح قیدیوں کے ساتھ حسن معاملہ کا حکم ہے ۔

ان تعلیمات و ہدایات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلامی جہاد و غزوات کا مقصد لوٹ مار ، یا بالادستی حاصل کرنا ، یا ناجائز فائدہ اٹھانا نہیں ہے ، بلکہ اس کے انتہائی عظیم الشان اور مقدس اغراض و مقاصد ہیں اور وہ ہے دین حق کی نشر و اشاعت ، اور انسانیت کے ساتھ رحم و کرم تاکہ اس کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق کی غلامی میں داخل کیا جائے ۔

۸ - اسلام میں آزادی :

(۱) مذہبی آزادی : اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں کو دین اسلام کو قبول اور عدم قبول میں پوری آزادی دے رکھی ہے ، اولاً اس اسلامی عقائد و احکام اور سارے نظام حیات کو اچھی طرح واضح فرمادیا ہے اس کے بعد جس کا جی چاہے دین اسلام کو قبول کر کے دینی و دنیوی سعادت و کامیابی حاصل کرے اور اگر کوئی اپنے آباء و اجداد کے دین پر باقی رہ کر بدبختی اور عذاب آخرت کا مستحق ہونا چاہے تو اسے بھی پورا اختیار ہے " اور اس طرح سے اس پر حجت تمام ہو گئی اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عذر پیش کرنے کا جواز نہیں ہوگا کہ اسے دعوت نہیں پہنچی "۔

اس وقت مسلمان اسے اپنے سابقہ دین پر باقی رکھیں گے اور اس کی جان و مال کی حفاظت کے عوض جزیہ وصول کریں گے اور اسلامی سارے قوانین کا وہ پابند ہوگا اور مسلمانوں کے سامنے اپنے کفریہ و شرکیہ شعار کا اظہار نہ کرے گا۔

اختیار نہیں رکھتے اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری سنیں گے بھی نہیں ، اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کمانہ کر سکیں گے ، اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کرنے ہی سے منکر ہوں گے اور تجھ کو (خدائے) خبیر کا سا کوئی نہ بنائے گا .

(۲) جس نے مشرکوں کو کافر نہیں سمجھا یا ان کے کفر میں شک کیا اور ان کے مذہب کو صحیح سمجھا ، جیسے ، یہودی ، عیسائی ، طور ، مجوسی ، اور وہ طاغوتی طاقتیں جو اللہ کے قوانین کے علاوہ سے فیصلے و حکومتیں کرتے ہیں اور احکام الہی کی مخالفت کرتے ہیں تو وہ خود بھی کافر ہو گیا .

(۳) جس نے جادو ، ٹونا خود کیا یا کرنے والے کو صحیح سمجھا اور اس کے کفریہ و شرکیہ اقوال و افعال کو کفر و شرک نہ تصور کرے تو وہ کفر کی حدوں میں داخل ہو جائے گا .

(۴) جس کا یہ عقیدہ ہو کہ کوئی دوسری راہ و شریعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ و شریعت سے اکمل و افضل ہے ، یا یہ کہ کسی اور کا فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے بہتر ہے ، جیسے وہ لوگ جو طاغوتی طاقتوں کے قوانین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون پر فوقیت دیتے ہیں وہ کافر ہیں مثلاً یہ عقیدہ رکھنا ، انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین و نظام حیات اسلامی شریعت سے افضل ہیں .

(۵) جس کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی بات کو مبغوض سمجھا وہ کافر ہو گیا .

(۶) جس نے اللہ کے دین کی کسی بات یا ثواب و عذاب کا مذاق اڑایا وہ کافر ہو گیا .

(۷) جس نے اسلام کی فتح و نصرت و سر بلندی کو ناپسند کیا اور اس کی شکست

الہی " لکھ پکارے " ان کا حال یا مثال اس شخص جیسی ہے جو شراب کو دوسرا نام دے کر نوش کرے ، جس کی تفصیلات قدرے گزر چکی ہیں .
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

فَاعْبُدُوا اللَّهَ مَخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿١٠٠﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ
 اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ
 إِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
 مَنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ ﴿١٠١﴾

سورہ الزمر

آپ خاص اعتقاد کر کے اللہ ہی کی عبادت کرتے رہیئے ، یاد رکھو
 عبادت خاص اللہ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا
 اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش بس اس لئے
 کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بناویں ، بیشک اللہ ان کے
 درمیان فیصلہ کر دے گا جس بات میں یہ باہم اختلاف کر رہے ہیں
 بیشک اللہ ایسے کو راہ راست پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو ، ٹانگرا ہو .

دوسری جگہ ارشاد ہے :
 ذَٰلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْإِلَهَاءُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ
 مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ﴿١٠٢﴾ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا
 دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ
 يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٠٣﴾

یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کی حکومت ہے ، اور جنہیں تم اس
 کے علاوہ پکارتے ہو ، وہ کچھور کی کھٹی کے جھکے کے برابر بھی

احترام کی بہترین مثالیں ہیں۔

وہ افکار و نظریات جو اسلامی شریعت کے مخالف اور متضاد ہوں انکے اظہار و انتشار کی بالکل ضرورت نہیں کیونکہ وہ سراسر فساد و تباہی ہے اور حق کی بیخ کنی ہے۔
(ج) انفرادی آزادی : اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کے حدود و دائرے کے اندر رہتے ہوئے مسلمان کو شخصی و انفرادی مکمل آزادی دے رکھی ہے ، چنانچہ ایک انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنے تصرفات و معاملات میں پورا آزاد ہے اور اس حریت کی بنا پر بیع و ثراء ، عفو و گذر ، نکاح و طلاق اور دیگر بہت سے دینی دنیاوی معاملات کرنے میں آزاد ہے اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا اور اپنی رضا و رغبت سے معاملات طے کرتا ہے ، اس کے پیش نظر کسی عورت کا ایسے مرد سے نکاح نہیں کیا جا سکتا جو دین میں اس کے مساوی نہ ہو ، تاکہ وہ اپنے عقیدے اور شرافت اور خاندانی خصوصیات کی حفاظت کر سکے۔

اور جہاں تک عورت کے نکاح کے لئے ولی الامر (قری رشتہ دار) کی ضرورت کی بات ہے جو اس کے عقد نکاح کے امور کا ذمہ دار ہو کیونکہ عورت خود اپنا نکاح براہ راست نہیں کر سکتی تاکہ زانیہ عورتوں سے مشابہ نہ ہو جائے ، اور اس کی شرافت اور عصمت و عفت اور حیا و شرم پر کچھ نہ آئے ، چنانچہ ولی ہونے والے شوہر سے کہے گا میں نے فلاں کا نکاح تم سے کیا اور اس کے جواب میں دو گواہوں کی موجودگی میں وہ یہ کہے گا کہ میں نے قبول کیا۔

اسلام ایک مسلمان کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ شرعی حدود و قوانین کے خلاف ورزی کرے بلکہ اپنے آپ کو اور ساری کائنات کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت تصور کرے اس لئے ان قوانین کے حدود کے اندر رہتے ہوئے معاملات و تصرفات کرے جسے اللہ

و کمزوری پر مسرت کا اظہار کیا تو وہ بھی کافر ہو گیا .
 (۸) جس نے مشرکوں کی تائید اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی تو وہ بھی کافر ہو گیا .

(۹) جس کا یہ اعتقاد ہو کہ بعض لوگوں کو شریعت محمدیہ کے حدود تجاوز کرنے کی اجازت ہوتی ہے وہ کافر ہے حالانکہ کسی شخص کو کسی مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے سرمو تجاوز کی گنجائش نہیں ہے .

(۱۰) اللہ تعالیٰ کے دین سے مکمل اعراض یا کسی ایسی بات سے اعراض جس کے بغیر صحیح اسلام کو پانا ناممکن ہو ، ایسا علم اور ایسا عمل قابل قبول نہیں ، یا اسلام کے کسی ایسے حکم کا انکار کرنا جس پر سب کا اجماع ہو چکا ہو اور اس سے کوئی بھی ناراض نہ ہو .

ان نواقض کے دلائل قرآن و سنت میں بکثرت موجود ہیں .

اسلام سے خارج کرنے والی ان باتوں میں از راہ مذاق یا از راہ سنجیدگی بھی حالتیں برابر ہیں ، صرف وہ شخص مستثنیٰ ہے جس نے شدید حالت اکراہ و مجبوری میں ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا ہو .

(ب) گھری آزادی : اسلام نے آزادی فکر کی مکمل اجازت دی ہے بشرطیکہ یہ حریت رائے اسلامی تعلیمات سے متضاد نہ ہوں ، چنانچہ ایک مسلمان کو یہ حکم ہے کہ حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ نہ کرے اور اس کو بہترین جہاد کہا گیا ہے ، اسی طرح اس کو حکم ہے کہ اپنے حکمرانوں کو خیر خواہی میں مشورہ دے اور اچھی باتوں کی نصیحت کرے اور بری چیزوں سے منع کرے ، اور باطل و رانیوں کے علمبرداروں کی مخالفت کرے ان کو اس سے پھیلانے سے باز رکھے ، یہ اظہار خیال اور اس کے

اور یہ انسان کی خیر خواہی اور اس کے اصلاح و فلاح کی اعلیٰ ترین مثال ہے تاکہ وہ اپنی آزادی سے فائدہ اٹھائے اور شرف و کرامت کو باقی رکھے اور اپنے اور دوسروں کے شر سے محفوظ رہے۔

(د) رہائشی آزادی: اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو گھر کے اندر رہنے کے وقت پورا آزاد رکھا ہے چنانچہ کسی دوسرے شخص کو بغیر اس کی اجازت کے گھر میں جھانکنا یا داخل ہونا منع ہے۔

(ه) معاشی آزادی: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تلاش معاش اور اس کے انفاق میں شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے پورا آزاد رکھا ہے، چنانچہ اسے کام کرنے، کمانے، اور محنت و مزدوری کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفالت کر سکے، مزید برآں خیر و احسان کے راستہ میں خرچ کرے، بایں ہمہ دوسری جانب حرام کمانی جیسے سود خوری، بد فعلی، جوا، رشوت، چوری، جادو ٹونا، شراب فروشی، فوٹو گرافی، آلات لہو و لعب فروشی، رقص و سرور سے حاصل کردہ تمام رقومات اور مال دولت کو حرام قرار دیا ہے، اور ان راستوں سے کمانا اور محنت کرنے اور کسی طرح کا تعاون کرنا بھی حرام فرمایا ہے، لہذا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کار خیر اور مصرف جائز میں خرچ کرے اور احسان و تقویٰ کے معاملات میں تعاون کرے۔

یہ سب چیزیں نصیحت و ہدایت، اور اصلاح معاشرہ، کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ اعلیٰ ترین مثالیں ہیں تاکہ مسلمان مال دار اور حلال روزی پر خوش حال اور نیک بخت زندگی بسر کرے۔

(۹) اسلام کا عائلی نظام:

اللہ تعالیٰ نے اسلامی شریعت میں خاندانی نظام کو غیر معمولی خوبیوں کے ساتھ

تعالے نے السائت کے لئے باعث رحمت وسعادت بنایا ہے جو اس پر عمل پیرا ہوا وہ ہدایت یاب اور کامیاب ہوا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ بدبخت و برباد ہوا ، اس لئے اللہ تعالے نے زنا ولواطت اور خود کشی کو سختی سے حرام قرار دیا ہے کیونکہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی و تحریف ہے۔

جہاں تک ایک مسلمان کو ناخن ترشوانے ، مونچھ کتروانے ، زیر نان حلق کرانے ، بغل کے بال لینے اور خضہ کرانے کا تعلق ہے تو وہ اس لئے انجام دینا ہے کہ اللہ تعالے نے اسکے کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو اللہ کے دشمنوں سے ان چیزوں میں مشابہت اختیار کرنے کو منع فرمایا ہے جو ان کی خصوصیات کے قبیل سے ہوں کیونکہ ظاہری طور پر تشبہ سے باطنی طور پر تعلق اور قلبی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالے ایک مسلمان سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ صحیح اسلامی فکر و نظر کا مبلغ ہو نہ کہ مسرور السانی انکار و نظریات کا مخزن ہو ، اسی طرح وہ دوسروں کے لئے نیک نمونہ ہو نہ کہ ان کا مقلد اور نقالچی ہو۔

اسی طرح اسلام مسلمانوں کو صنعتی تسمیر و ترقی اور فنی ایجاد و اختراع ، اور اعلیٰ فنون و علوم کے حاصل کرنے کا شد و مد سے حکم دیا ہے اور غیر مسلموں سے بھی استفادہ اور سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالے ہی انسان کا معلم حقیقی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے :

” عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ” العلق : ۵
 انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔

- نکاح سے عفت اور عصمت کی زندگی نصیب ہوتی ہے .
- حرام کاری اور بد فعلی (زنا ، لوالت) سے محفوظ رہتا ہے .
- حرام بینی اور بدگاہی سے السان محفوظ رہتا ہے .
- نکاح کے بعد مرد و عورت کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے .
- زوجین میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے جو باعث رحمت ہے .
- مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے .
- ازدواجی زندگی سے زوجین میں تقسیم کار ہو جاتا ہے ، چنانچہ مرد خارجی
- اعمال اور کسب معاش کا ذمہ دار ہوتا ہے اور عورت داخلی امور اور حمل
- ولادت بچوں کی رضاعت ، تربیت ، صفائی ستھرائی ، کھانا پکانے جیسے امور کی
- ذمہ دار ہے .

- جب شوہر تنگ ماندہ گھر میں داخل ہو تو بیوی اس کے لئے اسباب راحت اور طہائنت فراہم کرتی ہے اور وہ اپنے اہل و عیال سے مسرت و اطمینان محسوس کرتا ہے اور ساری ٹکان اور ہجوم و غموم بھول جاتا ہے اور اس طرح وہ مسرور و مطمئن گھرانہ نظر آتا ہے .

اگر کوئی موزوں اور مناسب موقع و محل ہو تو عورت کے لئے کام کرنا اور شوہر کا گھریلو اخراجات میں ہاتھ بٹانا جائز ہے لیکن اس کے لئے مندرجہ ذیل چند شرطیں ہیں .

اول : عورت کی جائے عمل مردوں سے الگ تھلک ہو اس طور پر کہ باہمی اختلاط نہ پایا جائے جیسے اپنے گھر کے اندر یا اپنے کسی باغ یا شوہر کے کسی فارم وغیرہ میں جہاں بالکل اختلاط نہ ہو ، اور جہاں اختلاط ہو جیسے کارخانے ، دکانیں ، دفاتر ، تو ایسی جگہوں پر قطعاً اسے کام کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کے شوہر یا بھائی اور

مرتب و منظم فرمایا ہے وہ ایسا جامع اور مکمل ہے جس پر عمل پیرا ہونے والوں کو ہر طرح کی راحت اور سعادت حاصل ہوتی ہے چنانچہ اس کے مندرجہ ذیل اصول و امور ہیں .

(۱) والدین کے حقوق :

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد و عورت کو والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت و اطاعت ضروری اور واجب قرار دیا ہے ، تاکہ وہ ان سے راضی اور خوش رہیں کیونکہ ان کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے .

والدین کی خدمت اور احسان و اکرام ، حسن کلام اور ان کی دائمی زیارت و خدمت اور ان کی ضروریات پوری اور ان کو اچھی رہائش فراہم کر کے کی جاسکتی ہے ، اگر وہ محتاج ہوں ، اور ان کے لئے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے .

اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب و عقاب کا سزاوار بتایا ہے جو والدین کی نافرمانی اور ان کی خدمت اور ضروریات کی فراہمی میں کوتاہی برتتے ہیں .

(ب) صلہ رحمی :

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھائی ، بہنوں ، چچا چچی ، ماموں ممانی ، خالہ وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک اور انعام و احسان کا حکم فرمایا ہے اور دوسرے سارے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور تعاون و مدد کی ترغیب دی ہے .

(ج) زوجین کے حقوق :

اللہ تعالیٰ نے نکاح کو مشروع فرمایا ہے اور اس کی مشروعیت میں حکمت خود قرآن کریم میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان اور واضح فرمائی ہے ، جس میں چند مندرجہ ذیل ہیں .

اور وہ محبت اور اس کے لوازمات ہیں ، جس میں عدل کا عدم حصول قابل مذمت نہیں ہے جو تعدد زوجات کے لئے ضروری ہے کیونکہ انسان اس پر قادر نہیں ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے لئے تعدد زوجات کو جائز اور مشروع فرمایا تھا اور یہ جواز مشروعیت ہر شخص کے لئے ہے جو عدل بین الزوجات کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے مصالح اور انکے مزاج و مذاق سے سب سے زیادہ واقف ہے اور ان کے حسب حال و حالات احکام نازل فرماتے ہیں ، کیونکہ ایک باصحت و سلیم الفطرت شخص اتنی جنسی طاقت و صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ چار عورتوں کو بیک وقت رکھ سکتا ہے اور ان کو عفت و عصمت سے ہم کنار کر سکتا ہے ، اگر عیسائیوں (۱) کے مذہب کے مطابق ایک بیوی تک ازدواجی زندگی کو محدود و محدود کر دیا جائے جس کا بعض پام نہاد مسلمان بھی مطالبہ اور نعرے بلند کر رہے ہیں تو مندرجہ ذیل معائدہ رو نماہوں کے ۔

اول : اگر کوئی شخص مومن صادق اور متقی و پرہیزگار ہو تو اس قانون اور پابندی کی وجہ سے اپنے آپ کو مایوس اور محروم تصور کرے گا اور اپنی جائز خواہشات کو دبائے اور ختم کرنے پر مجبور ہوگا کیونکہ ایک بیوی اپنی نسوانیت کی وجہ سے مختلف حالات سے دو چار ہوتی ہے ، جیسے حمل ، حیض و نفاس ، مرض جس میں شوہر جنسی تعلقات قائم نہیں رکھ سکتا تو اس دوران اپنے کو علیحدہ اور بغیر بیوی کے تصور کرتا ہے اگرچہ اس بیوی سے بے حد محبت و تعلق رکھتا ہو ، اگر خدا نخواستہ اپنی بیوی سے

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تعدد زوجات مع نہیں تھا یہ بعد کے عیسائیوں کا خود ساختہ قانون ہے ۔

والدین اور رشتہ داروں کو حق ہے کہ اس کی اجازت دیں ، کیونکہ خود فتنے میں پڑنے اور دوسروں کو اس میں مبتلا کرنے اور پورے معاشرے میں فساد برپا کرنے کے مترادف ہے ۔

عورت جب اپنے گھر میں محفوظ اور پردہ نشیں امن وامان میں رہتی ہے تو بدبخت دست درازی نہیں کر پاتے اور گنہگار اشخاص بد نگاہی نہیں کر سکتے اور اسکے برعکس جب عورت چراغ خانہ کے بجائے شمع محفل ہو جاتی ہے تو اپنا قیمتی سرمایہ عفت و عصمت کو کھو بیٹھتی ہے اور اس بکری کی طرح ہو جاتی ہے جو درندوں کے درمیان پھنس جائے پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کی شرافت اور کرامت کے تانے بانے تار تار ہو جاتے ہیں اور وہ بدبخت افراد اس کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتے ہیں ۔

تعدد زوجات :

اسلام نے تعدد زوجات کی اجازت دی ہے اگر کوئی شخص ایک عورت پر اکتفا نہ کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کو فقط چار شادیوں کی اجازت مرحمت فرمائی ہے ، بشرطیکہ ان کے مابین نان و نفقہ ، رہائش ، اور شب گذاری میں عدل و انصاف سے کام لے اور جہاں تک قلبی محبت اور نگاہ کا تعلق ہے تو اس میں عدل شرط نہیں ہے کیونکہ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ، وہ اس میں معذور ہے اور اس عدل کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں نفی فرمائی ہے ۔

” وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ”

النساء : ۱۲۹

اور تم سے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تم بیویوں کے درمیان (پورا پورا) عدل کرو خواہ تم اس کی (کیسی ہی) خواہش رکھتے ہو ،

زیادہ رہی ہے کیونکہ مرد ہی جنگوں میں کام آتے ہیں اور تلاش معاش میں مختلف خطرات سے دوچار ہو کر موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں اس کے برعکس عورت ان حالات سے زیادہ دو چار نہیں ہوتی اور بالغ ہونے کے فوراً بعد شادی کے قابل ہو جاتی ہے اور ازدواجی زندگی کی ذمہ داریوں کے لائق سمجھی جاتی ہے۔ لیکن بہت سے مرد بالغ ہونے کے فوراً بعد ازدواجی زندگی کے ذمہ داریوں کے سنبھالنے کی لیاقت و استطاعت نہیں رکھتے کیونکہ ان کے ذمہ مہر اور بیوی کے اخراجات ہوتے ہیں۔

ان مذکورہ وجوہات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام نے عورت اور صلہ رحمی کے حقوق کی پوری پوری رعایت اور حفاظت کی ہے۔ اور جو لوگ جائز تعدد زوجات کی مخالفت کرتے ہیں وہ درحقیقت عورتوں اور انبیاء کرام کی سفت، اور شرف و فضیلت کے دشمن ہیں، کیونکہ انبیاء کرام نے بھی متعدد شادیاں کی ہیں اور شرعی حدود کے اندر تعدد زوجات کو اپنایا ہے۔

طلاق کی اجازت :

اللہ تعالیٰ نے طلاق کی اجازت دی ہے، اور اس کی مشروعیت اور جواز ان ناگیر حالات میں ہے جب زوجین کے مابین اختلاف شدید ہو جائے، اور مزاج میں کوئی مسابقت نہ پائی جائے اور الفت و محبت ختم ہو جائے اور باہمی نباہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے، چنانچہ ان ناگفتہ بہ حالات میں دونوں کو بدبختی سے بچانے کے لئے اسلام نے یہ اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ زوجین خوش اسلوبی سے الگ ہو جائیں اور پھر نئے سرے سے کسی دوسرے شریک حیات کا انتخاب کر کے سعادت

زیادہ محبت و لگاؤ نہ رکھتا ہو تو ان ایام میں مزید باعث تشویش اور ذہنی انتشار و تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔

دوم: اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے خوف و خشیت نہ رکھتا ہو اور تقویٰ و طہارت کے صفات سے مستفید نہ ہو، تو یقیناً ان حالات میں خیانت کرے گا اور بیوی سے اعراض و نظر انداز کرتے ہوئے زنا کاری کے بھیانگ سماں کا ارتکاب کر بیٹھے گا، بہت سے وہ لوگ جو تعدد زوجات پر لمبے چوڑے اعتراضات کرتے ہیں اور عورتوں کے حقوق کے علمبردار نظر آتے ہیں لیکن اپنی ذاتی زندگی میں زنا کاری، فحاشی کے غیر محدود جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔

اگر کوئی مسلمان خداوندی اس فطری قانون کی مخالفت کرتا ہے اور تعدد زوجات کو غیر مذہب اور عورتوں کے حقوق کے معافی اور اس کی پامالی تصور کرتا ہے اور اپنی تقریر و تحریر سے اس کے خلاف مدائے احتجاج بلند کرتا ہے تو ایسے شخص کے کفر اور کفرانِ نعمت کرنے میں کوئی شک و شبہ نہیں اور وہ ملت اسلامیہ سے خارج اور قانونِ الہی کا باغی تصور کیا جائے گا۔

سوم: تعدد زوجات کی ممانعت سے معاشرہ کی بے شمار عورتیں ازدواجی زندگی اور اہل و عیال کی نعمت سے محروم ہو جائیں گی، چنانچہ ایک عفت پسند اور پاکیزہ خاتون مسکین و محروم ہو کر زندگی بسر کرے گی، تو دوسری طرف فسق و فجور کی ولدا وہ دوشیزہ جرائم پیشہ افراد کے ساتھ داو عیش دے گی اور اپنی عزت و آبرو سر عام نیلام کرے گی۔

سبھی لوگ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا کے ہر دور میں عورتوں کی تعداد مردوں سے

علامہ ابن القیم نے اپنی عظیم الشان تالیف ” زاد المعاد “ میں طب نبوی پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱۱) اسلام کا معاشی نظام :

اسلام نے انسانی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ان تمام چیزوں کی بخوبی وضاحت کر دی ہے جو ایک شخص کو اپنی شہری زندگی کے لئے درپیش ہوتی ہیں جیسے غذائی اشیاء کی فراہمی ، خدمات عامہ کا نظم و نسق ، اداری و تنظیمی امور کی ترتیب و ترتیب نقل و حمل کے وسائل کا بندوبست ، تجارتی معاملات کے اصول و ضوابط ، صنعتی استحکام کے اسباب کا انتظام اور زراعتی ترقی اور خود کفالت کے اقدامات ، اور اسی طرح عوام کے جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت ، اور دھوکہ اور چور بازاری ذخیرہ اندوزی کا سد باب اور اس جیسے دیگر معاملات ہیں جسے ایک انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۱۲) دشمنوں سے حفاظت کا طریقہ :

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کے دشمنوں کی نشاندہی کر دی ہے جو اس کے دینی و دنیوی ہلاکت کے سبب بنتے ہیں چنانچہ ان سے بچنے اور ان کے شر و فتن سے حفاظت کا طریقہ بیان فرمادیا ہے اور دشمنانِ مسلمین یہ ہیں۔

دشمن اول : شیطان لعین ہے جو انسان کا اولین حاسد اور دشمن ہے وہی سارے دوسرے دشمنوں کو انسان کے خلاف اکساتا اور بھٹکاتا ہے اور اسی نے ہمارے ماں و باپ حضرت آدم و حوا کو جنت سے نکلوا دیا اور قیامت تک ان کی ذریت کا دائمی دشمن ہو گیا اور پوری جانفشانی سے یہ کوشش کرتا ہے کہ انسان کو بہکا کر کفر و شرک میں مبتلا کر دے تاکہ نعوذ باللہ وہ اس کے ساتھ جہنم میں جائیں اور جو شخص اس کے دامن کفر و شرک میں نہیں پھنستا تو اسے گناہوں اور برائیوں کے دلدل میں

دارین (۱) سے ہم کنار ہوں جبکہ حسن خاتمہ سے مشرف ہوں .

(۱۰) اسلام کا نظام حفظانِ صحت :

اسلامی شریعت نے صحت کی حفاظت اور جسم کی صحیح نشوونما طریقہ علاج کے کچھ زریں طبی اصول و ضوابط بتائے ہیں ، چنانچہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں نفسیاتی اور جسمانی امراض کی تشخیص اور اسکے مادی اور روحانی طریقہ علاج اور حصولِ شفاء کا ملہ بیان فرمایا ہے .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

” وَنُنزِلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ “ الاسراء : ۸۲

اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

” اللہ تعالیٰ جب کوئی بیماری نازل کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا علاج بھی نازل فرماتا ہے ، تو کچھ لوگوں نے اس کی معرفت حاصل کی اور کچھ لوگ اس سے ناواقف رہے .“

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے :

” اے اللہ کے بندو علاج و معالجہ کیا کرو اور خبر دار ، حرام

چیزوں سے علاج نہ کیا کرو .“

(۱) مسلمان عورتوں کو جب اللہ حساب و کتاب کے بعد جنت میں داخل کریگا تو اسے مسلمان جلتی عروں سے ملوی کرنے اور ان کے آنکھ کا اختیار دیدے گا تو وہ جس سے چاہے گی ملوی کرے گی ، اور وہ عورت جس کے دنیا میں یکے بعد دیگرے متعدد شوہر رہے ہوں تو وہ ان میں سے جس کو اختیار کرے گی وہی جنت میں شوہر ہوگا اگر وہ جلتی ہوگا .

تعالے کی پناہ طلب کرے ، اور نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے بلکہ حق اور ہدایت کو قبول کرے اور اسکے تقاضوں پر عمل پیرا ہو اگرچہ تلخی اور دشواری محسوس کرے .

دشمن سوم : نفس امارہ ہے جو انسان کو ہمیشہ برائیوں پر اکساتا اور گمراہ کرتا ہے اور بالآخر وہ اس کی اطاعت کرتے ہوئے زنا کاری ، شراب نوشی ، وغیرہ جیسے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے .

اس چھپے ہوئے دشمن کے مکر و فریب سے چھٹکارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس اور شیطان کے شروفتن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور ان حرام کردہ شہوانی چیزوں کے مرتکب ہونے سے پرہیز کرے اور رضائے الہی کے پیش نظر ان گناہوں سے مکمل اعراض کرے ، جس طرح کہ انسان بعض جسمانی نقصان وہ چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرتا ہے اور بہت سے کھانے و پینے کی چیزوں کو ترک کر دیتا ہے اسی طرح ان تمام شہوانی اور محرمات سے پرہیز کرے جو فانی ہیں اور اس کے ایمان کے لئے نقصان دہ ہیں جس کا انجام حسرت و ندامت ہے .

دشمن چہارم : شیاطین الانس ہیں اور وہ گنہگار لوگ ہیں جو شیطان رجیم کے آئہ کار اور اس کے مددگار ہیں جو گناہوں کے پیرو کار ہیں اور اپنے ہم نشینوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں ، چنانچہ ان سے دور اور پر حذر رہ کر ان کے شروفتن سے محفوظ رہا جاسکتا ہے .

(۱۳) مسلمان کا مقصد حیات :

وہ اعلیٰ اور عظیم الشان اغراض و مقاصد جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو پیدا فرمایا ہے وہ دنیا کی زوال پذیر زیب و زینت اور اس میں عیش و عشرت

ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب و عقاب سے دوچار ہو ، شیطان رجیم ایسی مخلوق ہے جو انسان کے رگ و پے میں دوڑتا اور اثر انداز ہوتا ہے اس کو دوسوسوں میں مبتلا کرتا ہے اور برائیوں کی طمع سازی کر کے خوشنما پیش کرتا ہے تاکہ انسان دھوکہ کھائی بیٹھے ، اور اس کے کید و مکر سے بچنے اور حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان غصہ میں آئے یا کوئی گناہ کا ارادہ کرے تو " اخذ بالذم من الشیطان الرجیم " میں شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اور غصہ پر عمل اور گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سمجھے کہ اس گناہ پر آمادہ کرنے والا وہ اس کا ازلی دشمن شیطان رجیم ہے جو اس کی ہلاکت کے درپے ہے پھر اس سے اپنی براءت و نفرت کا اظہار کرے .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو

حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿۱۰۰﴾ فاطر

بیفک یہ شیطان تمہارا دشمن ہے ، سو تم اسے دشمن ہی سمجھتے رہو ، وہ تو اپنے گروہ کو محض اس لئے بلاتا ہے کہ وہ لوگ دوزخوں میں سے ہو جائیں .

دشمن دوم : نفسانی خواہشات ہیں ، جس کی بنا پر انسان حق کا انکار اور اسکو مسترد کرنے پر آمادہ ہوتا ہے ، اور جب اپنی خواہشات نفسانی کے خلاف احکام خداوندی اور شریعت اسلامیہ کو دیکھتا ہے تو اسے بھی مسترد کر دیتا ہے اور جذبات کو حق و انصاف پر ترجیح دیتا ہے .

چنانچہ اس دشمن سے حفاظت اور نجات کا طریقہ یہ ہے کہ اتباع نفس سے اللہ

برابر نہیں ، اہل جنت تو کامیاب لوگ ہیں ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٢٥﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٢٦﴾ الزلزلہ

سو جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جس کسی

نے ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی اسے بھی دیکھ لے گا ۔

مومن صادق ان جیسی تمام آیتوں میں غور و فکر کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے پیدائش کے اغراض و مقاصد بیان فرمایا ہے اور ان کے حقیقی مستقبل اور اصلی ٹھکانے کی طرف توجہ دلائی ہے جو ان کے منظر ہیں ، چنانچہ مرد مومن اس حقیقی مستقبل کی تیاری میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی مرضیات پر چلنے میں مصروف ہو جاتا ہے تاکہ رضائے الہی اور وار آخرت کا مستحق ہو ، اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں اطمینان بخش زندگی نصیب کرتا ہے اور اللہ کی حفاظت میں رہتا اور اللہ کے نور سے دیکھتا اور اس کی عبادات و مناجات سے لطف اندوز ہوتا ہے اور ذکر اللہ سے اپنے دل و دماغ کو تقویت بخشتا ہے اور لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ سے پیش آتا ہے تو لوگوں کی نیک تمناؤں اور دلی دعاؤں سے مشرف ہوتا ہے جس سے اس کو مزید تقویت اور الشراح قلب ہوتا ہے ۔

دوسری طرف بعض لوگوں سے احسان فراموشی دیکھتا ہے تو وہ اپنی کرم فرمائی سے باز نہیں آتا کیونکہ اسکا مقصد رضائے الہی اور اجر و ثواب ہے ۔

اسی طرح بعض اسلام دشمنوں کو دیکھتا کہ وہ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں اور سنت و شریعت کا استہزا کر رہے ہیں اور درپے آزار ہے تو اسے انبیاء کرام کی سنت

نہیں ہے ، جیسا کہ کہا گیا ۔

” بار عیش بکوش کہ عالم دوبارہ نیست “ بلکہ اس حقیقی اور ہمیشہ ہمیش باقی اور قائم و دائم رہنے والے مستقبل کی تیاری ہے جو مرنے کے بعد نصیب ہوگی جسے ہم آخرت کی زندگی کہتے ہیں ۔

چنانچہ ایک سچا و پکا مسلمان ذہنی زندگی کو اخروی زندگی تک پہنچنے کا وسیلہ اور اس کی کھیتی تصور کرتا ہے اور اس کو بذات خود کوئی مقصود حقیقی نہیں سمجھتا ، وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کو ہمیش نظر رکھتا ہے ۔

” وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون “ النازرات : ۵۶
ہم نے جنات اور انسان کو پیدا ہی اسی غرض سے کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ
نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱﴾
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۲﴾ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ
الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۳﴾ الحشر

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا بھیجا ہے ، اور اللہ سے ڈرتے رہو ، بیشک اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے ، اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا ، سو اللہ نے خود ان کی جانوں کو ان سے بھلا دیا ، یہی لوگ تو نافرمان ہیں ، اہل دوزخ اور اہل جنت

طلب اور قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کا اندازہ کر کے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے باخبر ہے (۱)۔

چنانچہ مرد مومن صبر کرتا ہے اور رضائے الہی کو مد نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے تاکہ اس اجر و ثواب کا مستحق ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے صابرین کے لئے رکھا ہے اور اس طرح سے مصیبت اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے اور اس کو بڑی خندہ پیشانی سے جھیل جاتا ہے جس طرح کوئی مریض تلخ دوا کو شفا کے لئے کے پیش نظر نوش کر لیتا ہے۔

اگر کوئی مرد مومن اپنی زندگی کو اس نیچ پر ڈھال لے جس طرح اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے واضح فرمایا ہے تو وہ "حیات سعیدہ" سے مشرف ہو جائے گا جسے کوئی تلخی مگر نہیں کر سکے گی اور نہ موت ہی اس سے منتفع کرے گی اور یقیناً وہ سعادت دارین سے ہم کنار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَ لَهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا
فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۰۸﴾

یہ عالم آخرت تو ہم اہل لوگوں کے لئے خاص کر دیتے ہیں جو زمین پر نہ بڑا بننا چاہتے ہیں نہ فساد کرنا اور انجام (نیک) تو متقوں ہی کا (حصہ) ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امر دینی کر کے مکلف کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کون اطاعت گزار ہے کون گنہگار ہے تاکہ یہ علم ظاہر ہو اور ان کے عمل کے مطابق بدلہ دے اور گنہگار یہ نہ کہے کہ اللہ نے لکھو سزا دے کر ظلم کیا ہے اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے "وما ربك بظلام للعبيد"

تصور کرتا ہے اور اسلام سے محبت اور سنت و شریعت پر استقامت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے ، اسی طرح مرد مومن کب حلال کے لئے محنت و مشقت کرتا ہے ، چنانچہ وہ دفتر اور دکان ، کارخانے ، اور کھیتی باڑی میں پوری محنت اور یکسوئی اخلاص سے کام کرتا ہے تاکہ اپنے اناج سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے ، اور ثبات کے دن اپنے اخلاص اور نیک نیتی پر اجر و ثواب کا مستحق ہو ، اور اس سے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرے اور فقراء و مساکین پر خیرات و صدقات کرے تاکہ وہ بھی شریفانہ زندگی گذاریں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قوی اور کام کرنے والا مومن زیادہ پسندیدہ ہے ۔

اسی طرح مسلمان کا بغیر فضول خرچی کے کھانے و پینے ، اور شادی بیاہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے قوت حاصل کرے اور ایسی صلح و نیک اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کریں ، اور اس کے لئے صدقہ جاریہ ہوں ، امت محمدیہ میں اضافہ ہو ، اور خود بھی پاکیزہ زندگی گزارے ، اور عند اللہ اجر و ثواب کا سزا وار ہو ۔

مسلمان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے اور اس سے عبادت میں تقویت حاصل کرتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تصور کرتا ہے جس پر اس کو مزید نعمت دی جاتی ہے اور اجر و ثواب سے ہم کنار ہوتا ہے ۔ دوسری طرف جب اس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے جیسے فقر و فاقہ ، خوف و مرض وغیرہ تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی آزمائش سمجھتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی صبر و سکون کی صلاحیت اور رضائے الہی کی

ان مذکورہ گذارشات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو فکر سلیم کا
علیہ وار اور اچھے ورے کا سچا معیار ہے اور وہ مکمل اور معتدل دستور حیات ہے ، اور
اس کے علاوہ تمام سیاسی و معاشی و معاشرتی اور تربیتی نظام حیات ناقص اور ناکام ہیں
اور ان تمام نظاموں کو اسلامی کسوٹی پر پرکھنا اور اس کی روشنی میں صحیح کرنا چاہیئے
اور سارے اصول و ضوابط اور دستور و نظام کو وضع کرنے اور اختیار کرنے سے پہلے اسکا
سرچشمہ اسلام کو بنانا چاہیئے اسکے بغیر اس کی کامیابی ناممکن اور محال ہے اور دنیا
و آخرت میں ناکامی ہے ۔

مزید فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥١﴾
النحل

نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان
ہو تو ہم اس سے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم
انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گے۔
آیت کریمہ کی تشریح:

اس آیت کریمہ میں اور ان جیسی تمام آیات میں اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں
کہ وہ انسان صالح کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان تمام اعمال صالحہ پر بہترین صلہ اور
اجر و ثواب دے گا جو اس کی مرضیات کے حصول کے لئے کیا جائے اور یہ صلہ بعض
مرتبہ اس دنیوی زندگی میں عطا فرما دیتا ہے اور وہ اس طرح حیات طیبہ و مطمئنہ سے
مشرف ہوتا ہے اور آخرت میں جنت کی نعمتوں سے جو کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہیں
مستحق ہوگا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"مومن کا معاملہ عجیب و غریب طور پر خیر ہی خیر ہے" اگر اسے
خوش کن بات پہنچتی ہے تو نگر ادا کرتا ہے جو اس کے لئے
باعث خیر ہے، اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے
جو اس کے لئے باعث خیر ہے۔"

ہیں اور بعض واجبات کے بجا آوری میں کوتاہی کرتے ہیں لیکن مکمل طور پر نظر انداز نہیں کرتے اسی طرح بعض ایسے محرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو کفر و شرک تک نہیں پہنچاتے ، اور بعض بری عادتوں اور برائیوں کے شکار ہوتے ہیں اور دروغ گوئی ، دھوکہ دہی ، وعدہ خلافی ، حقد و حسد جیسے گناہوں کے شکار ہوتے ہیں ، تو ایسا شخص بھی اسلام کو ارادی اور غیر ارادی طور پر نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات سے ناواقف غیر مسلم اس کو اسلامی تعلیمات یا اس کی مسوح کردہ چیز سمجھ بیٹھتا ہے ۔

دوسری قسم :

یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام سے کسی طرح کا تعلق اور رشتہ نہیں رکھتے لیکن اسلام کے بدترین دشمن اور اس سے غیر معمولی حقد و حسد رکھتے ہیں اور اس کو نقصان پہنچانے کے ہمہ وقت درپے ہیں ۔

چنانچہ یہ مستشرقین اور عیسائی مشنریاں ، اور یہودی تنظیمیں اور ان کے افکار و نظریات کے حامل اور ان کے نقش و قدم پر چلنے والے دوسرے لوگ جو اسلام کے تیزی سے پھیلنے اور اس کی جامعیت اور دین فطرت (۱) اور خوبیوں کی وجہ سے غیر معمولی حقد و حسد رکھتے ہیں ۔

چنانچہ غیر مسلم شخص ذہنی انتشار و اضطراب میں رہتا ہے اور اپنے آبائی دین و مذہب سے غیر مطمئن رہتا ہے کیونکہ وہ غیر فطری دین کو اپناتے ہوئے ہے اور فطرت سلیمہ سے ہٹ کر زندگی گزار رہا ہے ، بخلاف مسلمان شخص کے وہ اپنے

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " ہر بچہ اپنے فطرت پر پیدا ہوتا ہے چنانچہ اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں " اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے جس پر فطری طور پر ایمان رکھتا ہے ، اگر اسے فطرت سلیمہ پر چھوڑ دیا جائے تو اسلام کو بغیر تردد قبول کرے گا دوسرے مذاہب باطلہ کو غلط حریت اور برے ماحول کی وجہ سے قبول کر لیتا ہے ۔

پانچویں فصل

شبہات کا ازالہ :

(۱) اسلام کو نقصان پہنچانے والے لوگ دو قسم کے ہیں :

پہلی قسم : یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور اسلامی برادری میں شامل ہونے کے دعوے دار ہیں لیکن صد افسوس کہ یہ لوگ اپنے اقوال و اعمال سے اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسے بد اعمالیوں کے شکار ہوتے ہیں جس کا اسلام سے اپنی برابر رشتہ نہیں، صحیح معنوں میں یہ ہرگز اسلام کے نمائندے نہیں ہیں اور نہ اسلام کی طرف ان کا انتساب درست ہے ، اور انکی بھی چند قسمیں ہیں .

(۱) فساد عقیدہ کے شکار :

جو لوگ فساد و عقیدہ کی وجہ سے قبروں کا طواف کرتے ہیں اور صاحب قبر سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں ، اور ان کے نفع و نقصان پہنچانے کا اعتقاد رکھتے ہیں .

(ب) بد اعمالی کے شکار :

جو لوگ بد اعمالیوں میں اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ فرائض اور واجبات کو چھوڑتے ہیں اور محرّمات اور ممنوعات کا ارتکاب کرتے ہوئے شراب نوشی ، زنا کاری ، وغیرہ کرتے ہیں ، اور دشمنان اسلام سے محبت و قربت رکھتے ہیں اور ان ہی سے مشابہت اور ان کی تقلید کرتے ہیں .

(ج) اعمال میں کوتاہی کے شکار :

جن لوگوں کے عقائد کمزور ہیں اور اسلامی تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا نہیں

(۲) اسلام کے مصادر :

جب کوئی شخص اسلامی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اور دین اسلام کی حقیقت کی صحیح معنوں میں معرفت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے ، اسلام کا سب سے اول سرچشمہ

"قرآن کریم" کا مطالعہ کرے ، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کو جو ان کتابوں میں مدون ہیں پڑھے "صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، موطا امام مالک ، مسند امام احمد و سنن ابو داؤد ، سنن ترمذی ، سنن نسائی ، سنن ابن ماجہ ، سنن دارمی

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا اچھی طرح مطالعہ کرے جس کی مشہور و معتبر کتابیں مندرجہ ذیل ہیں .

۱- السیرۃ النبویہ ابن ہشام .

۲- السیرۃ النبویہ علامہ ابن کثیر .

۳- زاو المعاد علامہ ابن قیم .

زید اسلامی معلومات کے لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ کی تالیفات کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا جن کے ذریعہ سے اور امیر الموحدین محمد بن سعود کے تعاون سے اللہ تعالیٰ نے جزیرہ عرب میں عقیدہ توحید پھیلایا اور شرک و بدعت کا قلع قمع کیا اسی طرح بارہویں صدی ہجری میں دوسرے دور وراز علاقوں میں بھی ان کی دعوتوں کا چرچا ہوا اور شرک و بدعت کی قلبی

دین و مذہب سے راضی ہو کر مسرور و مطمئن زندگی گزارتا ہے کیونکہ شریعت الہیہ کے فطری قوانین کو اپنائے ہوئے ہے۔

اسی عقد و حسد کی وجہ سے دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف افترا پر درازی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے تو کبھی آپ کی تکذیب کرتے ہیں، تو کبھی کچھ اچھالتے ہیں اور اسلامی عقائد و حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں تاکہ لوگ بد ظن ہوں اور اسلام بدنام، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام جسمانی و اخلاقی عیبوں سے پاک و صاف ہے اور اسلام کا دامن ہر طرح کی داغ و بھبھ سے صاف ستھرا ہے۔ لیکن بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سازشوں کو ناکام بنایا ہے اور یہ نامراد رہے اور اسلام سر بلند رہا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

بُرِيدُونَ لِيُظْفَرُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُنِمْ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْكَافِرُونَ ﴿۱۰﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿۱۱﴾ الممت

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا گو کافروں کو (کیسا ہی) گراں گزرے، وہ (اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مشرکوں کو (کیسا ہی) گراں گزرے۔

روشنی میں ہے اسے لے لیا جائے چاہے وہ کسی بھی امام کا ہو۔
 مسلمان کسی ایک کے اتباع کا پابند نہیں ہے ہاں قرآن و سنت کی اتباع اس کے
 لئے واجب اور ضروری ہے اور جو لوگ ان مذاہب کی طرف اپنے کو منسوب کرتے
 ہوئے عقیدہ میں کج روی رکھتے ہیں اور درگاہوں وغیرہ کا طواف اور آستانوں سے استعانہ
 اور مراویں پوری کراتے ہیں اور باری تعالیٰ کی صفات میں تاویل اور ظاہری معنی سے
 ہٹ کر دوسرے معنی مراد لیتے ہیں تو یہ حضرات ائمہ کرام کے عقیدہ کی مخالفت
 کرتے ہیں کیونکہ ائمہ کرام اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا عقیدہ ایک تھا جس کی
 تفصیلات گزر چکی ہیں۔

(۴) فرقہ باطلہ :

عالم اسلام میں کچھ ایسے فرقے نمودار ہوئے ہیں جو اپنے باطل عقائد ، گمراہ کن
 نظریات کی وجہ سے اسلام سے خارج ہیں ، حالانکہ یہ فرقے والے اپنے آپ کو اسلام کی
 طرف منسوب کرتے ہیں اور در حقیقت وہ لوگ غیر مسلم اور ضال و مضل ہیں ، جنہوں
 نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے اسماء و صفات کا انکار کیا جن میں سے چند
 فرقے یہ ہیں۔

(۱) باطنی فرقہ :

یہ فرقہ حلول اور تناسخ ارواح کا قائل ہے اور نیز یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نصوص
 شرعیہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے اور ظاہری معنی وہ ہیں جسے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے واضح فرما دیا ہے اور سارے مسلمانوں نے اس
 پر اجماع و اتفاق کر لیا ہے ، اور باطنی معنی اس کے برعکس ہیں جس کی تحدید

کھلی اور محمد اللہ آج تک اسکے اچھے اثرات پائے جاتے ہیں۔
 اور معتشر قین اور بہت سی نام نہاد اسلامی جامعوں کی وہ کتابیں جو اسلامی تعلیمات
 کی مخالفت کرتی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین یا سلف صالحین کو سب و شتم
 کرتی ہیں یا دعوت توحید کے ائمہ کو جیسے علامہ ابن تیمیہ ، علامہ ابن قیم ، اور امام
 محمد بن عبد الوہاب کے خلاف افترا پردازی کرتی ہیں ، اور ان کی شان میں مختلف
 ننگوں و شبہات پیدا کرتی ہیں تو ان کی کتابوں سے پر حذر اور پر ہیز کرنا چاہئے کیونکہ وہ
 سکرابی کی طرف لے جاتی ہیں۔

(۳) فقہی مذاہب :

سارے مسلمانوں کا ایک مذہب ہے وہ ہے مذہب اسلام ، جس کا سر چشمہ قرآن
 کریم ، اور سنت مطہرہ ہے اور جو فقہی مذاہب مشہور ہیں جیسے ، حنبلی ، مالکی ، شافعی ،
 حنفی تو یہ فقہی مکتبہ فکر ہیں جسے ان ائمہ کرام نے کچھ اصول و قواعد کی روشنی میں
 قرآن و سنت سے استنباط کر کے اپنے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی تھی اور ان جہتوں اور
 فروری مسائل کو انہوں نے مرتب و مدون کر دیا ہے ، چنانچہ یہی مدون مسائل ان ائمہ
 کرام کی طرف منسوب کر دئے گئے ہیں اور بعد میں اسے ایک مسلک سے موسوم کر دیا
 گیا ہے اور یہ چاروں فقہی مذاہب اسلامی اصول میں متفق اور یکساں ہیں اور ان میں
 باہمی کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور ان سبھی کا مرجع اور سرچشمہ قرآن کریم
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ ہے۔ اور ان میں جو تھوڑے سے
 اختلاف پائے جاتے ہیں تو وہ صرف بعض فروری اور جنئی مسائل میں اختلافات ہیں
 جس کے متعلق خود ائمہ کرام کی ہدایت ہے جو قول قرآن و سنت کے دلائل کی

بڑی فراخ دلی سے العلامت سے نوازتے رہے اور اپنے جود و کرم کے دروازے بالکل کھول دئے تھے۔

چنانچہ جاہل عوام الناس کی ایک بڑی تعداد نے اس کی دعوت پر لبیک مکر ایمان لے آئی۔ اور قادیانی بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے تھے لیکن وہ پوری طرح سے خارج تھے اور اسلام کو بیعت و نالود کرنے کے درپے تھے۔

غلام احمد قادیانی نے "براہین احمدیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں علانیہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسلامی نصوص کی تحریف و تبدیلی کی تھی، چنانچہ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا "جہاد" منسوخ ہو چکا ہے اور تمام مسلمانوں کو انگریزوں کے ہاتھ پر بیعت لینی چاہیئے اور الکا و فادار رہنا چاہیئے۔

اس مدعی کذاب و دجال نے "تریاق القلوب" کے نام سے ایک اور کتاب لکھی تھی جو اسی طرح کی گمراہیوں سے بھری پڑھی تھی۔

یہ کذاب و دجال ۱۹۰۸ء میں بے شمار لوگوں کو گمراہ و برباد کر کے جہنم رسید ہوا اور اپنا ایک خلیفہ "حکیم نور الدین" کو بنا کر چھوڑ گیا جو اس کی دعوت باطلہ کو پھیلانے۔

(ج) فرقہ بہائیت :

بہائی فرقہ، باطنی فرقہ کی ایک فرع ہے جو دین اسلام سے خارج ہے، انیسویں صدی عیسوی کے شروع میں ایران کے "علی محمد" نامی ایک شخص نے اس کی بنیاد ڈالی تھی، جو محمد علی شیرازی سے مشہور ہے، اس شخص کا پہلے تو شیعہ اثنا عشری فرقہ سے تعلق تھا، لیکن بعد میں اس سے الگ ہو کر ایک نئے دین و مذہب کی

و تعیین اپنی خواہشات کے مطابق خود کرتے ہیں (۱)

فرقہ باطنیہ کی ابتدا اس طور پر ہوئی کہ جب اسلامی دعوت اپنے عروج پر ہوئی اور اسلام ایک طاقت بن کر ابھرا جس نے یہودیوں اور مجوسیوں اور فارسی فلسفیوں کو سرنگوں کیا تو انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے مسلمانوں میں نفاق و شقاق پیدا کر کے اور ان کو پاش پاش کرنے کی غرض سے ایک مذہب کے سنگ بنیاد رکھنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کے ذریعہ سے قرآن کریم کے مفہوم و معانی میں تحریف و تبدیلی کی جائے اور کچھ غلط اور باطل افکار و نظریات کا چرچا کریں اور اس طرح مسلمان باہمی طور پر اختلافات کا شکار ہو جائیں اور اہل بیعت کے ولاء اور ان سے محبت کے دور پر وہ ایک نئے مذہب کی داغ و بیل ڈالیں اور انکا اپنے کو وفادار اور انکے حقوق کا علمبردار تصور کریں جس سے عوام کی ہمدردی حاصل کریں اور اس طرح سے جاہل عوام کی ایک بھاری تعداد ان کے ساتھ ہو گئی اور وہ حق ہدایت سے گمراہ ہو گئے۔

(ب) قادیانی فرقہ :

ان گمراہ اور باطل فرقوں میں " قادیانیت " ہے جو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک گھری اٹار کی طرف برصغیر میں دعوت دی ، جس کو انگریزوں نے پوری طرح اپنے اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کیا، اور وہ اس کے مہجین برطانیہ کے پورے دور استعمار میں آلہ کار بنے رہے اور وہ انہیں

(۱) باطن فرقے کے متعدد نام ہیں اور یہ کئی فرقوں میں بٹ گئے ہیں جو ہندوستان، ٹام، ایران، عراق اور بہت سے دوسرے ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں جس کی تفصیل علامہ شہرستانی نے اپنی مشہور کتاب " الملل و النحل " میں بیان کی ہے کچھ بعد کے مؤرخین نے " قادیانیت اور ہدایت " کو اس کی قسم قرار دیا ہے مزید تفصیلات کے لئے استاذ محمد سعید کیلانی اور شیخ عبداللہ اور شاہ الحدیث کی کتابیں دیکھنا چاہئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا ہے۔

* وہ قرآن کریم جو آج امت اسلامیہ کے پاس ہے وہ حقیقی قرآن نہیں ہے بلکہ اس میں تحریف و تبدیلی اور کمی و بیشی کر دی گئی ہے، اس لئے انہوں نے اپنا قرآن اس سے مختلف سمجھ رکھا ہے جس میں کچھ مخصوص آیتیں اور سورتیں ہیں۔

* انبیاء کرام کے بعد سب سے جلیل القدر شخصیات علیہ اول حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور علیہ دوم حضرت عمر الفاروق، جو تمام مسلمانوں میں افضل ہیں، ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور انہیں طرح طرح کی گالیاں دیتے ہیں۔

* ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ و باطل کی تہمت لگا کر گالیاں دیتے ہیں۔

* حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت سے خوشی اور پریشانی کے وقت، فریاد اور پناہ و مدد طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان ہی سے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

* اور یہ فرقہ اپنے کو شیطان اہل بیت، اور جماعت شیعہ سے موسوم کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت علی اور سارے اہل بیت ان کی گمراہیوں اور بد اعمالیوں سے بری الذمہ ہیں، کیونکہ انہوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک کر رکھا ہے اور اس پر کذب و افترا سے کام لیا ہے اور اس کے کلام پاک کی تحریف و تبدیلی کے مرتکب ہوئے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان تمام خرافات سے بالا و برتر ہے۔

داغ و بیل ڈالی اور مدی منظر ہونے کا دعویٰ کیا ، پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے یہ دعویٰ کیا کہ " اللہ تعالیٰ اس کے اندر حلول کر گئے ہیں " اور وہ الہ الناس ہو گیا ہے (اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عز صفاتہ کی ذات پاک ان ہزبانی اور جنونی باتوں سے منزہ اور بالاتر ہے) . پھر اس شخص نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے ، اور قیامت کے دن حساب و کتاب " جنت و جہنم اور دار آخرت کی دوسری چیزوں کا انکار کیا " اور عبادت اور ریاضت کا طور و طریقہ ہندوں جیسا اختیار کیا اور اسکا علمبردار ہو گیا .

پھر وحدت اویان کے نظریہ کا داعی و مبلغ ہو گیا اور یہ کہنے لگا کہ یہودیت اور عیسائیت اور دین اسلام میں کوئی فرق اور اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ تینوں مذاہب ایک ہیں .

کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور اسلامی تمام شعائر اور عبادت کا منکر ہو گیا .

محمد علی شیرازی کے مرنے کے بعد اس کا بھائی وزیر اس کا جانشین ہوا جس نے اس کے دین و مذہب کی بڑی سرگرمی سے دعوت و تبلیغ کی اور جاہلوں کی ایک بڑی تعداد کو گمراہ کر کے اس کا پیرو کار بنایا اور بعد میں یہ فرقہ اس کے نام سے منسوب ہو کر بہائیت سے مشہور و معروف ہوا .

(د) فرقہ شیعہ :

دین اسلام سے خارج فرقوں میں فرقہ شیعہ ہے اگرچہ وہ اسلام کے دعویدار ہو کر نماز ، روزہ ، اور حج وغیرہ کرتے ہیں لیکن بایں ہمہ یہ عقائد باطلہ رکھتے ہیں .

* حضرت جبرئیل علیہ السلام نے منصب نبوت اور مقام رسالت کو پہنچانے میں خیانت کی ہے اور انھوں نے بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت محمد

اپنے قبول اسلام کا اعلان کرو کیونکہ ذیہوی اور اخروی حصول سعادت و نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔

ہم خدائے بالا و تر کے نام سے قسم کھا کر جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، عرض کر رہے ہیں کہ دین اسلام ہی دین حق ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا دین عند اللہ قابل قبول نہیں ہوگا اور ہم اور سارے فرشتے اور تمام مخلوقات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " اور دین اسلام دین حق ہے اور ہم سب لوگ مسلمان ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور ہماری آل و اولاد اور تمام مسلمان بھائیوں کو دین اسلام پر خاتمہ بالخیر کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنات العظیم میں مرافقت نصیب کرے اور ہمارا حشر صحابہ کرام اور سلف صالحین کے ساتھ کرے۔

اور آخر میں ہم پھر دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کے لئے نفع بخش بنائے جو اسکا مطالعہ کرے یا کسی سے سنکر اس کی معلومات حاصل کرے۔

" اے اللہ تو گواہ رہ میں نے پہنچایا " واللہ اعلم و صلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ والحمد لله رب العالمین۔

ترجمہ: سعید احمد قرانماں

۲۴ - ۵ - ۱۴۱۳ ہجری

مفید مشورہ :

مذکورہ بالا فرقوں کے عقائد و نظریات اور تفصیلات کے جان لینے کے بعد جن کے کفر و شرک میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا لیکن بایں ہمہ وہ دین اسلام کے مدعی اور اس کے پیرو کار ہونے کے دعویدار بھی ہیں ، ایک صحیح العقیدہ اور مومن صادق کو یہ یقین کامل کر لینا چاہیے کہ اسلام صرف دعوے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام حقیقی ، قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ و سنت طیبہ کی صحیح معرفت اور اس کے مطابق قول و فعل اور اطاعت و فرمانبرداری کا نام ہے ۔

اس لئے قرآن کریم میں تدر اور غور و فکر کرنا چاہیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اسلامی شریعت کا علم حاصل کرنا چاہیے اور پھر اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہیے اور اس کے بعد نور ہدایت سے بہرہ ور اور صراط مستقیم پر گامزن ہو سکتا ہے جو اسے سعادت و آبرین سے ہمکنار اور رب العالمین کے جنات النعیم تک پہنچا سکتا ہے ۔

نجات کی دعوت :

اخیر میں ہم ان تمام لوگوں سے جنہوں نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا ہے ، حصول کامیابی اور راہ نجات کی دعوت دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں اے انسان عاقل مرنے کے بعد عذاب قبر اور عذاب جہنم سے اپنے کو بچانے کی فکر کرو ، اور اللہ تعالیٰ کو رب بنا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم کر کے ، اور اسلام کو دین حق مان کر ، صدق دل سے کلمہ توحید " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کہہ کر دین اسلام قبول کر لو ، پھر پانچوں نماز کی پابندی کرو ، زکوٰۃ کی ادائیگی کرو ، اور رمضان کے روزے رکھو ، اور حج بیت اللہ کرو اگر اس کی استطاعت رکھتے ہو ، اور

۴۴	ارکان اسلام.
۴۵	عبادت کی قسمیں:
۴۴	وسیلہ کی حقیقت.
۴۴	شہادت کا بیان.
۴۴	بدعت کا بیان.
۴۵	فرقہ باجمیہ.
۴۷	حاکم حقیقی صرف اللہ ہے.
۴۸	انبیاء کرام کے بعثت کے اغراض و مقاصد.
۴۹	شہادت رسالت کے معنی.
۵۱	دوسرے رکن "نماز" کا بیان.
۵۳	اوقات نماز کا بیان.
۵۴	نماز کے احکام و مسائل.
۵۵	تیمم کا طریقہ.
۵۶	نماز پڑھنے کا طریقہ.
۶۰	نماز باجماعت ادا کرنے کی اہمیت.

فہرست

۱	مقدمہ
۳	”فصل اول“
۳	خالق عظیم ”اللہ کی معرفت۔
۸	اللہ تعالیٰ کے صفات کا بیان۔
۱۲	جن وانس ساری مخلوقات کے پیدا کرنے کے اغراض و مقاصد۔
۱۴	بعث بعد الموت و حساب و کتاب کا بیان۔
۱۸	انسان کے قول و فعل کا ریکارڈ۔
۲۱	”فصل دوم“
۲۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت۔
۲۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات۔
۲۶	قرآن کریم کلام اللہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں۔
۳۰	”فصل سوم“
۳۰	دین اسلام کی معرفت۔

۷۸	ایمانیات .
۷۸	اللہ پر ایمان رسولوں ، کتابوں ، فرشتوں پر ایمان کا بیان .
۷۹	یوم آخرت پر ایمان .
۸۰	قضا و قدر پر ایمان .
۸۱	دین اسلام کی جامعیت .
۸۵	” چوتھی فصل ”
۸۵	اسلام کا نظام حیات تحصیل علم .
۸۷	عقیدہ کی درستگی .
۸۷	حقوق العباد کی ادائیگی .
۸۹	مرد مومن کی قلبی کیفیت .
۹۱	اسلام کا معاشرتی تقاضا .
۹۲	اسلام کا سیاسی نظام .
۹۲	1 - (داخلی سیاست)
۹۶	2 - (خارجی سیاست)
۹۸	اسلام میں آزادی ، مذہبی آزادی .

۶۱	نماز جمعہ کا طریقہ .
۶۱	دوسرے رکن "زکوٰۃ" کا بیان .
۶۲	زکوٰۃ کے فوائد .
۶۳	تیسرے رکن "روزہ" کا بیان .
۶۵	روزے کے مسائل کا بیان .
۶۶	چوتھے رکن "حج" کا بیان .
۶۶	حج کے فوائد .
۶۹	حج کرنے کا طریقہ .
۷۰	میقات کا بیان .
۷۱	حج کی قسمیں .
۷۴	منوعات احرام .
۷۳	طواف وسعی کا طریقہ (دوران حج) .
۷۳	عورتوں کے مخصوص مسائل .
۷۵	حج کے پانچ دن .
۷۷	طواف وداع کا بیان .

۱۳۲	شہادت کا ازالہ .
۱۳۵	اسلام کے آغاز و مصادر .
۱۳۶	اسلامی مذاہب .
۱۳۷	فرقہ باطلہ .
۱۳۷	باطنی فرقہ .
۱۳۸	فرقہ قادیانیت .
۱۳۹	فرقہ بہائیت .
۱۳۰	فرقہ شیعہ .
۱۳۲	مفید مشورہ .
۱۳۲	راہ نجات کی دعوت .
۱۳۳	خاتمہ .
۱۳۳	فہرست مضامین .

۹۹	اسلام سے خارج کرنے والی باتیں .
۱۰۲	گھری آزادی .
۱۰۳	انفرادی آزادی .
۱۰۵	رہائشی آزادی ، معاشی آزادی .
۱۰۵	اسلام کا عائلی نظام .
۱۰۶	والدین کے حقوق .
۱۰۶	صلہ رحمی ، زوجین کے حقوق .
۱۰۷	ازدواجی زندگی کے فوائد .
۱۰۸	تعدد زوجات کی حکمت .
۱۱۱	طلاق کی اجازت اور مسائل .
۱۱۲	اسلام کا نظام حفظانِ صحت .
۱۱۳	اسلام کا معاشی نظام .
۱۱۳	اسلام دشمن طاقتوں سے حفاظت کا طریقہ .
۱۱۵	مسلمان کا مقصد حیات .
۱۱۷	”پانچویں فصل“

الدين الحق

تأليف فضيلة الشيخ

عبدالرحمن بن حماد آل عمر

ترجمه للأردنية

سعيد أحمد قمر الزمان